النقد المتین علی تفسیر المرزا بشیر الدین

سابق قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی
تحریفات کا تعاقب

تفسیر صغیر کا
تنقیدی جائزہ

حسب ارشاد

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا **منظور احمد چنیوٹی** رحمۃ اللہ تعالیٰ

تحقیق و ترتیب

مولانا مشتاق احمد

استاذ درجہ تخصّص فی رد القادیانیۃ

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت: ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد۔ چنیوٹ (پاکستان)

فون نمبر: 047-6332820 فیکس: 047-6331330

Printed by: Irshad Printing Press :047-6334420 Design by: Ahmad ali Mob:0300-7708964

النقد المتين على تفسير المرزا بشير الدين

قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی تحریفات کا تعاقب

تفسیر صغیر کا
تنقیدی جائزہ

حسب ارشاد

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترتیب

مولانا مشتاق احمد استاذ درجہ تخصص فی رد القادیانیة
اِدارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

ناشر

شعبہ نشر واشاعت ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چنیوٹ

فون:047-6332820 فیکس: 047-6331330

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : تفسیر صغیر کا تنقیدی جائزہ

مرتب : مولانا مشتاق احمد

تعداد : 1100

کمپوزنگ : احمد علی تبسم (ارشاد کمپیوٹر کچہری چنیوٹ 0300-7708964)

قیمت : -/25 روپے

اشاعت اول: جنوری 2005ء

ناشر : ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

مطبع : ارشاد پرنٹنگ پریس اندرون گلی جامعہ عربیہ چنیوٹ

فون نمبر 047-6334420 موبائل: 0320-4890351

ملنے کے پتے

چنیوٹی کتب خانہ۔۔۔محلہ گڑھا چنیوٹ

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مکتبہ سید انور شاہ کشمیریؒ شاہراہ قائداعظم چنیوٹ

مکتبہ محمودیہ گلی نمبر 7 شریف پورہ نشاط آباد فیصل آباد

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
تقاریظ	۹
کلمۃ المؤلف	۲۱
قرآن مجید کی تفسیر کے طریقے	۲۱
تفسیر بالرائے کی صورتیں	۲۴
صوفیاء کرام کی تفسیریں	۲۶
مرزا قادیانی کی چند تحریفات	۲۷
تفسیر صغیر میں درج تحریفات کا خاکہ	۲۹
مرزا محمود کی تحریفات کے چند نمونے	۳۰
تفسیر صغیر کے ترجمہ میں قادیانی تحریفات اور ان کا تنقیدی جائزہ	۳۳
البقرہ ۳۴ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۳۳
البقرہ ۲۷ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۳۴
البقرہ ۴۷ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۳۵
البقرہ ۳۵، ۱۴۲ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۳۵
البقرہ ۱۸۷ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۳۶
البقرہ ۲۵۹ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۳۸
البقرہ ۲۶۰ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۴۰
آل عمران ۴۳ میں قادیانی تحریف اور اس کا جوا[illegible]	۴۲
آل عمران ۴۶ مے[illegible]	۴۳
[illegible] یف اور اس کا جواب	۴۴

آل عمران ۱۱۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۴۹
آل عمران ۱۴۴ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۰
آل عمران ۱۸۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۲
النساء ۴۳ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۳
النساء ۴۹ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۴
النساء ۱۵۸ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۶
النساء ۱۵۹ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۷
المائدہ ۷۵ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۸
المائدہ ۱۱۰ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۹
المائدہ ۱۱۷ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۵۹
الانعام ۹۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۶۶
الاعراف ۱۱ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۶۶
الاعراف ۱۴۰ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۶۷
التوبہ ۳۹ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۶۷
التوبہ ۸۷ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۶۸
هود ۱۷ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۶۹
یوسف ۳۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۰
یوسف ۹۶ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۱
الکهف ۶۱ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۱
مریم ۲۹ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۲
طٰہٰ ۱۰۳ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۲

طٰہٰ ۱۰۸ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۳
طٰہٰ ۱۲۱ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۳
الانبیاء ۳۵ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۴
الانبیاء ۷۸ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۵
الانبیاء ۸۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۶
الحج ۷ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۶
المؤمنون ۱۷ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۷
المؤمنون ۹۷، ۹۸ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۸
الفرقان ۸ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۸
الشعراء ۱۵۳ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۹
الشعراء ۱۸۵ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۹
النمل ۳ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۷۹
النمل ۱۸ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۰
النمل ۸۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۰
النمل ۹۰ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۱
القصص ۸۱ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۲
القصص ۸۲ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۲
العنکبوت ۴۰ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۳
سبا ۱۰ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۴
سبا ۱۳ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۴
سبا ۱۴ میں قادیانی تحریف اوراس کا جواب	۸۵

صٓ ۱۸، ۱۹ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۸۶
صٓ ۳۴ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۸۶
صٓ ۴۴ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۸۸
الزخرف ۶۱ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۸۹
النجم ۷ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۸۹
التحریم ۱۲ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۹۰
القلم ۱۳ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۹۱
المدثر ۱ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۹۱
النازعات ۱۳، ۱۴ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۹۲
الفجر ۱۰، ۱۱ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۹۲
الفیل ۴ میں قادیانی تحریف اور اس کا جواب	۹۳
مآخذ و مراجع	۹۵

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس سرہ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جو اسکے آخری پیغمبر حضور مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ پر بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے نازل ہوئی۔ قیامت تک نہ تو حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ہوگا اور نہ ہی کوئی آسمانی کتاب ہوگی وحی رسالت و نبوت کا سلسلہ تا قیام قیامت منقطع ہو گیا یہ کتاب ہدایت قیامت تک باقی رہیگی، اسلیۓ اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت اپنے ذمہ لے لی اور فرمایا "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" کہ یہ نصیحت بھری کتاب ہم نے اتاری ہے اور قیامت تک اسکی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے اور اللہ تعالیٰ حسب وعدہ حفاظت فرما رہے ہیں۔ دنیا کی یہ واحد آسمانی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف تغیر، تبدیلی اور کمی بیشی سے مبرا اور پاک ہے جسکی حرکات وسکنات اور نقطوں تک محفوظ ہیں۔ لاکھوں، کروڑوں اسکے حفاظ موجود ہیں کیا مجال جو کوئی زیر کی جگہ زبر کردے یا ایک نقطہ کم یا زیادہ کردے۔ اسکی حرکات وسکنات بھی علیحدہ علیحدہ تمام شمار کی ہوئی ہیں۔ اور اوپر اور نیچے والے تمام نقطے بھی گنے ہوئے ہیں۔ دنیا میں اسکی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ جسطرح اللہ تعالیٰ نے ظاہری الفاظ اور حروف کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے اسی طرح اسکے معانی اور مطالب کی حفاظت کا بھی انتظام فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمادیا:

"ان علینا جمعهٗ وقرآنهٗ فاذا قرأ ناه فاتبع قرآنه ثم انا علینا بیانهٗ"

کہ جسطرح اسکا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے اسکے مطالب ومعانی کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ہم آپ کو اسکے مطالب ومعانی بیان کرینگے۔ پھر آپ کے ذمہ ہوگا۔ "لتبین للناس" کہ آپ لوگوں کو وہ معانی ومطالب بیان کریں۔ حضور اکرم ﷺ سے صحابہ

کرام نے قرآن کریم پڑھا بھی اور سیکھا بھی، پھر صحابہ کرام سے تابعین، تبع تابعین نے نقل کیا جو آجتک مع سند موجود و محفوظ ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ و حرف اور حرکات و سکنات میں تو کوئی اہل زیغ اور باطل نظریات والا تحریف کر نہیں سکتا۔ ہاں معانی و مطالب میں ملحدین اور زائغین نے اپنی مطلب براری اور اپنے باطل و فاسد نظریات کو ثابت کرنے کیلئے کوششیں کیں ہیں اور ہر دور میں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن علماء ربانی اہل حق ان باطل نظریات کی تردید کر کے اصل معانی سلف صالحین کی سند سے واضح کرتے رہتے ہیں۔ جن پر پوری امت کا اجماع ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں یہ ہدایت فرمادی تھی کہ:

"خذوا اهل الاهواء بالسنن فان القرآن ذو وجوهٍ"

کہ باطل نظریات کے جاہل ملحدین و زائغین کو احادیث اور سنن کے ذریعہ قابو کرو کیونکہ قرآن کریم ذو وجوہ ہے، یعنی اس میں سے کئی معانی و مطالب نکل سکتے ہیں۔ لیکن صحیح معنیٰ وہ ہوگا جو حدیث اور سنت سے ثابت ہے۔ گذشتہ زمانہ میں بھی کئی ملحدین نے تراجم میں اپنے باطل نظریات کے مطابق تحریف کی کوشش کی لیکن علماء اسلام نے انکی نشاندہی کر کے اصل معانی کو واضح کریا۔ ہمارے اس دور میں قادیانی کی جھوٹی نبوت کا فتنہ پیدا ہوا۔ تو انہوں نے اپنے باطل اور کفریہ نظریات کے مطابق قرآنی معانی بگاڑنے اور تحریف کرنے کی ایک خطرناک سازش کی جسکو عام آدمی سمجھ نہیں سکتا۔ اس وقت ایک سو کے قریب دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے تحریف شدہ مترجم قرآن موجود ہیں اور پورے زور شور سے وسیع پیانہ پر ان ممالک میں پھیلا رہے ہیں۔ روسی زبان میں بھی انہوں نے ترجمہ کیا ہے اور روس سے جو مسلمان ریاستیں آزاد ہوئی ہیں ان میں وہ محرف ترجمہ بڑے پیانہ پر پھیلا دیا ہے اور اس کا تمام خرچہ صرف ایک آدمی نے برداشت کیا ہے اور وہ ہے شیزان فیکٹری کا مالک جب مردود

اورواصل جہنم ہوا۔اسکے مرنے پر قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' میں اس مردود کے مناقب و فضائل شائع ہوئے اسمیں انہوں نے لکھا کہ قرآن کریم کا روسی زبان میں ترجمہ کرنے کی تجویز بھی شاہ نواز شیزان کے مالک نے دی اور اسکی پوری اشاعت کا خرچہ بھی برداشت کیا ۔وہ 1/10 حصہ کا موصی بھی تھا۔اب جو مسلمان شیزان کی مصنوعات اچار، مربے، جام، چٹنیاں اور بوتلیں استعمال کرتے ہیں وہ بھی سوچ لیں کہ اسطرح وہ کفر کی تبلیغ واشاعت میں حصہ دار بنکر آپنے لئے جہنم خرید کرر ہے ہیں یا نہیں؟ مسلمانوں کو قادیانی مصنوعات خریدنے سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے حضور اکرم ﷺ کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ایک کذاب ودجال کی نبوت کی تبلیغ ہوتی ہے اور اس میں وہ حصہ دار بنتا ہے۔

قادیانیوں نے ختم نبوت، نزول مسیح، معراج، معجزات اور جہاد وغیرہ کی جو آیات ہیں ان میں صریح تحریفات کی ہیں۔جس کی میں اس وقت صرف ایک مثال قارئین حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ پہلے بارہ کی ابتدائی آیات میں کامیاب ہونے والے مومنین کی نشانیاں بیان کی گئیں ہیں ان میں فرمایا کہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

"والذین یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون. اولئک علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون "

یعنی وہ تمام مسلمان جو ان دو وحیوں پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔وہ ہدایت یافتہ ہیں اور وہ دنیا وآخرت دونوں جہاں میں کامیاب ہیں۔اس آیت سے واضح ہو گیا حضور اکرم ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ورسالت ختم ہے۔اگر سلسلہ نبوت جاری ہوتا جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں تو ضروری تھا کہ اس لئے نبی پر وحی بھی نازل ہوتی اس نبی اور اس پر نازل شدہ وحی پر بھی نجات کیلئے ایمان لانا ضروری ہوتا۔حالانکہ نجات کا انحصار دو وحیوں پر

ایمان لانے پر ہے۔

اب مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ورسول ہوں اور مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے وہ وحی تورات، انجیل اور قرآن کی مانند ہے۔ جو شخص پہلی کتابوں اور قرآن پر ایمان لاتا ہے اور میری وحی پر ایمان نہیں لاتا اور میری اتباع نہیں کرتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری وحی کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ جو حضرت نوح کی کشتی پر سوار ہوئے وہ نجات پا گئے جو سوار نہ ہوئے وہ غرق ہو گئے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے تو دو وحیوں کا ذکر کیا کہ ان پر ایمان لانے والے کامیاب ہیں۔ تیسری وحی کا کہیں ذکر نہیں کیا۔

جو وحی حضور اکرم ﷺ سے پہلے نازل ہوئی آج وہ اصلی شکل وصورت میں موجود بھی نہیں اسکی ہمیں ضرورت بھی نہیں لیکن اسکے باوجود اس وحی پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری ہے۔ اگر حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی کسی وحی کا نزول ہونا تھا اور اس پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری تھا تو اس تیسری وحی کا قرآن کریم میں ذکر آنا چاہیے۔ "وما انزل من قبلک" کا ذکر تو قرآن کریم میں اکتیس مقامات پر ہے اور "وما انزل من بعدک" کا ذکر تو پورے قرآن میں ایک مرتبہ بھی نہیں آیا۔ حالانکہ اگر "من قبلک" کا ذکر اکتیس دفعہ ہے جس کی ہمیں ضرورت بھی نہیں تو "ما انزل من بعدک" جس کی ہمیں بعد میں ضرورت پڑنی ہے اسکا ذکر تو ڈبل یعنی باسٹھ دفعہ آنا چاہیے تھا۔ جبکہ پورے قرآن میں ایک جگہ بھی اسکا ذکر نہیں۔ ختم نبوت کی یہ ایک ایسی واضح اور زبردست دلیل ہے کہ قادیانیوں کے پاس اسکا کوئی جواب نہ بن پڑتا تھا۔ مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور آگے جو "بالاخرۃ" کا لفظ ہے جسکا معنیٰ قیامت ہے اسکا ترجمہ کر دیا آخری وحی جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر نازل ہوئی یہ کھلی تحریف

ہے۔''آخرت'' کا معنیٰ کسی تفسیر میں اور لغت کی کسی کتاب میں ''آخری وحی'' نہیں ہے۔ ''آخرت'' کا لفظ مؤنث ہے اور ''وحی'' کا لفظ مذکر ہے۔لیکن مرزا بشیر الدین محمود نے تیسری وحی کو ایمان کیلئے ضروری قرار دینے کیلئے یہاں پر آخرت کا معنیٰ ''آخری وحی'' کر دیا۔قرآن کریم میں ''آخرت'' کا لفظ ایک سو پندرہ مرتبہ آیا ہے۔اور ہر جگہ پر اسکا معنیٰ قیامت ہے۔لیکن یہاں آ کر مسیح موعود قادیانی کی وحی بن گیا اور ایک طرفہ تماشہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی جو جھوٹی نبوت کا بانی اور مدعی ہے اس نے یہاں پر ترجمہ ''آخرت'' کا قیامت ہی کیا ہے۔کیونکہ اس وقت اس کے سامنے ہماری یہ دلیل نہ تھی اب باپ صاحب تو ترجمہ قیامت کر رہا ہے اور بیٹا اسکی وحی بنا رہا ہے۔

ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہیے

یعنی جو ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو اب نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی یعنی ان دونوں وحیوں پر ایمان لانے والا کامیاب ہے۔اب اس دلیل کو توڑنے کیلئے مرزا بشیر الدین محمود نے یہاں پر ''واؤ'' کا ترجمہ بجائے ''اور'' کرنے کے ''یا'' کیا ہے۔اور تفسیر صغیر کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہاں پر لفظ ''واؤ'' کا معنیٰ ''یا'' کیا ہے تاکہ مفہوم آسانی سے سمجھ سکے اب دیکھیں اس ایک لفظ میں کتنی خطرناک تحریف ہے۔''واؤ'' یعنی ''اور'' دو چیزوں کو ملانے کیلئے آتا ہے۔اور ''یا'' دو چیزوں کو جدا کرنے کیلئے آتا ہے۔اب ہر آدمی اس قسم کی تحریف کو نہیں سمجھ سکتا۔لیکن یہ ایک خاص مقصد کیلئے تحریف کی گئی ہے۔تاکہ یہ دلیل کہ نجات کا انحصار دو وحیوں پر ہے وہ ہی ختم ہو جائے کہ جو کسی ایک پر بھی ایمان لائے وہ بھی کامیاب ہے تاکہ تیسری وحی کا سوال پیدا نہ ہو۔خطرناک معنوی تحریف کی صرف ایک مثال بطور نمونہ پیش کی ہے اسی طرح دیگر مقامات پر بھی خطرناک معنوی تحریف کی ہے۔مجھے مدت سے خیال تھا کہ قادیانیوں اس معنوی تحریف اور خیانت کو اکٹھا کیا جائے۔اور مسلمانوں کو تنبیہ

کی جائے کہ قادیانی تراجم میں ان مقامات پر یہ معنیٰ کیا گیا ہے۔ اور اصل اور صحیح معنیٰ یہ ہے۔ مولانا حکیم محمد رفیق صاحب ہمارے شعبہ تخصص کے استاد تھے انکے ذمہ یہ کام لگایا انہوں نے دس پندرہ مقامات کی نشاندہی کی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جب اسلام آباد میں ایک علماء کنونشن منعقد کیا اس میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کو جمع کیا، مجھ ناچیز کو بھی اس کنونشن میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے ترجمہ کے وہ چند مقامات ایک صفحہ پر نقل کر کے اسکا ترجمہ اور اسکے بالمقابل صحیح ترجمہ کر کے تقابل پیش کیا اور کنونشن میں جب اس فقیر کو تقریر کرنے کا موقعہ ملا تو میں نے وہ مرزا بشیر الدین قادیانی کا محرف ترجمہ ضیا الحق مرحوم کو پیش کیا کہ یہ پاکستان اور آپ کی حکومت میں چھپ رہا ہے۔ وزارت مذہبی امور کا سرٹیفکیٹ ساتھ منسلک ہے اس سے گمراہی پھیل رہی ہے اسکے آپ ذمہ دار ہیں لہٰذا اسکی اشاعت پر پابندی لگائیں انہوں وہ نسخہ مجھ سے لے لیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرماویں کہ چند ماہ کے بعد اسکے ضبطی کے آرڈر ہو گئے اور وہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اسی طرح پھر میں نے اسکو مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر صغیر پیش کی اس پر بھی پابندی عائد کردی گئی پھر میں نے مولوی شیر علی قادیانی کا انگلش ترجمہ اور غلام فرید قادیانی کا انگلش ترجمہ اور تفسیر پیش کی ان پر بھی پابندی لگا دی گئی۔ لیکن یہ پابندی صرف پاکستان میں ہے دوسرے ممالک میں وہ یہ محرف ترجمے چھاپ کر وسیع پیمانہ پر تقسیم کر رہے ہیں۔

ہمارے درجہ تخصص کے استاد ہیں مولانا مشتاق احمد صاحب ماشاء اللہ انہیں مطالعہ کا بہت شوق وذوق ہے بلکہ جنون کی حد تک شوق ہے کئی ایک کتابیں بھی تصنیف کر چکے ہیں۔ اب میں نے انکے ذمہ یہ عظیم کام لگایا انہوں نے کافی عرصہ لگا کر بڑی محنت سے انکے ترجمہ کا مطالعہ کیا اور جہاں جہاں پر انہیں معنوی تحریف نظر آئی اسے نوٹ کر لیا۔ ہوسکتا

ہے کہ انکی نظر سے کوئی مقام رہ بھی گیا ہو۔ لیکن یہ ایک ابتدائی کوشش ہے اگر مزید کچھ مقامات ملے یا کسی صاحب علم نے نشاندہی کی تو اگلے ایڈیشن میں اسے بھی شامل کر لیا جائیگا۔ ابھی ہم اردو ترجمہ میں تحریف کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی والوں سے بات کی ہے کہ اردو میں ہم مرتب کر رہے ہیں آپ اسکا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرادیں جن جن زبانوں میں قادیانیوں نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے ان تمام زبانوں میں اسکا ترجمہ کر کے وسیع پیانہ پر تقسیم کیا جائے تا کہ جسکے پاس وہ قادیانی ترجمہ ہو وہ ان مقامات میں خاص طور پر خیال کرے اور انکی تحریف سے خبردار ہو کر محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مشتاق احمد صاحب کو لمبی زندگی نصیب فرماویں اور برکت نصیب فرماویں اور انکی خدمات کو قبول فرماویں۔ انہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے یہ کام سرانجام دیا ہے اور میری ایک دیرینہ خواہش پوری کی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

منظور احمد چنیوٹی

۱۷ ذیقعد ۱۴۲۴ھ

۱۰ جنوری ۲۰۰۴ء

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ

مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

شَیْءٍ عَلِيْمًا ۔

(سورہ الاحزاب آیت ۴۰)

تقریظ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی دامت برکاتہم رئیس انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده ، والصلوة والسلام على من لا نبی بعده وعلى آله وصحبه اجمعين

امابعد، قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالی کا پاک کلام ہے۔اس کے پڑھنے سننے سمجھنے کے بڑے آداب ہیں۔جن کو اللہ کے سچے نبی خاتم النبیین وسید المرسلین ﷺ نے تفصیلاً بتایا ہے جن کی رعایت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔حتیٰ کہ محض اپنی عقل ورائے سے اس کلام پاک کے بارے میں کچھ معنی تجویز کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ من قال فی القرآن برايه فقد اخطاوان اصاب کہ جس نے قرآن مجید کی کسی اعبارت کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو اس نے غلط کیا، چاہے وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو، غرض یہ ہے کہ قرآن مجید کا کلام ایسا عظیم الشان اور بلند مرتبہ ہے کہ اس کے بارے میں محض رائے سے کوئی معنی اور مفہوم تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس معنی اور مفہوم کا مستند ہونا ضروری ہے اور اگر کسی نے اپنی رائے وعقل سے کوئی معنی ومفہوم متعین کرلیا اور وہ مستند حوالہ کے مطابق بھی ہو جائے تب بھی اس شخص کا یہ عمل غلط اور قابل گرفت ہوگا جس کا اس کو گناہ ہوگا چونکہ اس نے محض اپنی رائے سے یہ مفہوم نکالا اس لیے وہ گناہ گار ہوگا۔اور اگر اس سے آگے بڑھ کر کوئی بد بخت اس کلام پاک کے معنی اور مفہوم کو اپنی غرض یا بدعقیدگی کی وجہ سے عمداً سرے سے بدل ہی دے تو اس کی گمراہی اور ضلالت کا کیا ٹھکانہ ہے۔

قادیانی گروہ جو کہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے ان کے بڑے سرغنہ مرزا

غلام احمد قادیانی سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے قادیانی مبلغ تک سب ہی دجل وفریب کے ماہر اور کذب وتحریف کے عادی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے اپنے جھوٹی نبوت کے دعوے کے لیے جگہ جگہ قرآن مجید کے معنی میں تحریف کی اور مختلف موقعوں پر اپنی اغراض کی وجہ سے قرآن وحدیث میں تحریف کو اپنایا جس سے اس کی تصنیفات پر ہیں۔ اور علمائے اسلام ان کی ہمیشہ نشاندہی کرتے آئے ہیں۔ اسی نوخ پر چلتے ہوئے اس کے بیٹے مرزا البشیر الدین محمود (جو کہ قادیانی گروہ کا دوسرا سربراہ بھی تھا) نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا اور اس ترجمہ پر حواشی بھی لکھے جس کا نام تفسیر صغیر رکھا اس ترجمہ وحواشی میں جگہ جگہ معنی و مفہوم میں تحریف کی۔

فاتح قادیانیت سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ جن کی زندگی کا مشن ہی گویا ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانی باطل کی سرکوبی تھا۔ یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اسی عظیم مقصد کے لیے ان کی ہر نقل وحرکت ہوتی تھی۔ قادیانیت کے مکر وفریب اور ان کی کذب بیانی وتحریفات کو ہمیشہ تحریر وتقریر کے ذریعے سے کھول کھول کر لوگوں پر واضح فرماتے رہے تاکہ ان کی گمراہیوں سے بچا جا سکے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ اس کی فکر رہتی تھی کہ قادیانیوں کے مترجم قرآن مجید جو کہ دجل وفریب اور جھوٹ وتحریف سے بھرے ہوئے ہیں ان سے کیسے مخلوق خدا کو بچایا جائے۔ ہر سطح پر علمائے کرام، اسکالرز اور حکمرانوں کو اس طرف متوجہ فرماتے رہے تاکہ سیدھے سادے مسلمانوں کے لیے ان گمراہیوں سے بچنے کی صورت نکل آئے۔

تفسیر صغیر کی چونکہ قادیانی حلقے میں بھی اہمیت ہے کہ اس کے مصنف کو اس کذاب خاندان سے نسبت وقرابت ہے اور اس گروہ کے پیشوا بھی رہ چکا ہے اور یہ قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر کے طور پر چھپتی اور تقسیم ہوتی ہے۔ اور گمراہی کے پھیلنے کا موثر

ذریعہ بنتی ہے۔لہٰذا اس کے تدارک کے طور پر اس کی تحریفات کی نشاندہی ضروری ہے۔لہٰذا حضرت مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد عزیز،تلمیذ رشید اور معتمد خاص حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد صاحب کو یہ اہم ذمہ داری سونپی کہ وہ اس تفسیر صغیر کا بغور مطالعہ فرمائیں۔اور ان مقامات کو واضح کریں جہاں جہاں تحریف وکذب بیانی کرکے بدعقیدگی پھیلائی گئی ہے۔

حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد صاحب مدظلہ نے تین سال خوب محنت کر کے اس کام کو مکمل کیا اور اس کے لیے طریقہ کار یہ اپنایا۔

(۱) جہاں کہیں گڑبڑ تھی وہاں پہلے قرآن مجید سے آیت نقل فرماتے ہیں۔(۲) اس کے بعد درست ترجمہ نقل کرتے ہیں تاکہ قاری کو پتہ چل جائے کہ کس طرح سے کہاں تحریف کی گئی ہے۔(۳) قادیانی تحریف جو مطبوع ہے وہ بعینہ نقل کرتے ہیں۔تاکہ پہلے ذکر کیئے گئے درست ترجمہ سے موازنہ بھی ہوجائے۔(۴) پھر اس کے بعد تجزیہ فرماتے ہیں جو کبھی مختصر اور کبھی مفصل ہوتا ہے۔اس میں وہ خاص طور سے یہ بھی بتاتے ہیں کہ قادیانیوں نے یہ تحریف کیوں کی اس کی وجہ سے ان کا کونسا عقیدہ ثابت ہوتا ہے یا اس کو تقویت ملتی ہے۔

علمی تحقیقی لحاظ سے ماشاء اللہ یہ بہت اہم کام ہے اس کا ایک اہم حصہ فاتح قادیانیت سفیر ختم نبوت حضرت چنیوٹی قدس سرہ العزیز کی حیات کے آخری ایام میں ہی مکمل ہوگیا تھا۔جس پر حضرت نے ایک اہم تقریظ بھی تحریر فرمائی جس سے اس مبارک کام کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ علامہ جلیل حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب مدظلہ العالی کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس مبارک تصنیف کو قبولیت سے مشرف فرما کر ان کے لیے دنیا و آخرت کی خیر و برکت کا ذریعہ بنائے اور حضور انور، خاتم النبیین، سیّد المرسلین ﷺ کی شفاعت اور مرافقت فی الجنۃ کا ذریعہ مبارکہ

اور وسیلہ ناجحہ بنائے آمین ۔اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو مستفیض فرمائے اور خصوصاً قادیانیوں اور اہل زیغ کو ہدایت سے سرفراز فرمائے ۔آمین

وصلى الله تعالى على خير خلقه وسيّد رسله و خاتم انبياء سيد نا ومولا نامحمد وعلى اله و اصحابه وا زواجه واتباعه اجمعين و بارك وسلم تسليما كثير أكثيرا

١٨محرم الحرام ١٤٢٦هـ　　　　كتبه الفقير الى رحمة ربه الكريم

عبدالحفيظ مكى مكة مكرمه

(واردحال فیصل آباد)

باسمہ سبحانہ

کلمۃ المؤلف

قرآن مجید کی تفسیر کے متعدد طریقے ہیں

1 تفسیر القرآن بالقرآن:

کہ ایک جگہ ابہام و اجمال ہے تو دوسری جگہ اس کی تفصیل و تشریح ہے جیسے **"صراط الذین انعمت علیہم"** کی تفسیر **"اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الشہداء والصالحین"** (الآیہ) میں موجود ہے۔

2 تفسیر القرآن بالحدیث:

قرآن مجید کی تفسیر صحیح احادیث کے ذریعہ کرنا، مفسرین کا ذوق رہا ہے۔ انہوں نے ضعیف و موضوع روایات کو تنقیدی اصولوں کی کسوٹی پر جانچ بغیر قابل استناد نہیں سمجھا۔ ضعیف و موضوع روایات اگر صحیح روایات اور قرآن کریم کے خلاف ہوں تو انہیں قطعاً قبول نہیں کیا جا سکتا۔

3 تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین:

جن آیات کی تفسیر قرآن کریم اور صحیح احادیث سے معلوم نہ ہو سکے تو صحابہ کرام کے اقوال کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اگر صحابہ کرام کا متفق علیہ قول موجود ہو تو "فبھا" اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال ہوں تو مفسرین اصول و ضوابط کی روشنی میں کسی ایک تفسیر کو اختیار کرتے ہیں۔ تابعین کے اقوال کو قبول یا رد کرنے کے متعلق علماء کرام کا

اختلاف ہے۔بعض قبول کرتے ہیں اور بعض قبول نہیں کرتے۔

4 تفسیر القرآن باللغۃ العربیہ:

قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر دوسری آیات، احادیث، صحابہ اور تابعین کے اقوال سے واضح نہیں ہوتی۔ان کی تفسیر کا ذریعہ صرف لغت عرب ہے۔

5 تفسیر القرآن بالتدبر والاستنباط:

قرآن مجید علوم و معارف کا ایسا بحر بے کراں ہے کہ جسکی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ صاحب بصیرت قرآن مجید میں جتنا غور وفکر کرتا ہے اتنے ہی نئے علوم اس کے سامنے آتے ہیں۔کتب تفاسیر اس قسم کے اسرار و رموز اور نکات و معارف سے بھری پڑی ہیں لیکن یہ بات واضح رہے کہ یہ اسرار و رموز اور نکتہ آفرینیاں صرف اسی وقت قبول ہوسکتی ہیں جبکہ مذکورہ پانچ اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔اگر متصادم ہوں تو انہیں رد کردیا جائے گا۔

(تلخیص از علوم القرآن حصہ دوم باب اول للشیخ مفتی محمد تقی عثانی مدظلہ)

اسرائیلیات کے متعلق امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:

اسرائیلی روایات کی تین قسمیں ہیں:۔

1) وہ روایات جن کی سچائی قرآن وحدیث کے دیگر دلائل سے ثابت ہے مثلاً فرعون کی غرقابی وغیرہ۔

2) وہ روایات جن کا جھوٹ ہونا قرآن وحدیث کے دیگر دلائل سے ثابت ہے مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کا اپنے سپہ سالار اوریا کی بیوی سے زنا کرنے کی روایت ایک واضح جھوٹ ہے اور اس قسم کی روایتوں کو غلط سمجھنا لازم ہے۔

3) وہ روایات جن کے متعلق قرآن وسنت اور دوسرے شرعی دلائل خاموش ہیں جیسے

تورات کے احکام، ایسی روایات کے متعلق حضور علیہ السلام کی تعلیم یہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے، نہ ان کی تصدیق کی جائے اور نہ ہی تکذیب۔ (مقدمہ تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۴)

بہت سے اہل علم نے اپنے اپنے انداز میں قرآن کریم کی صحیح تفسیریں لکھی ہیں، جیسے تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر وغیرہ، اسی طرح بہت سے ملحدین وزنادقہ نے قرآن کریم کے معانی میں تحریف کرنے کی بھی جسارت کی ہے۔ ہر دور میں ایسے ملحدین موجود رہے ہیں۔ جنہوں نے قرآن کریم کو بازیچہ اطفال بنائے رکھا ہے اور "یحرّفون الکلم عن مواضعه" کا مصداق بنے رہے۔ انہوں نے اپنے مزموم مقاصد کے لئے قرآن کریم میں تفسیر بالرائے اور تاویلات باطلہ کا سلسلہ جاری رکھا۔

تفسیر بالرائے کے متعلق نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قال فی القرآن برايه فليتبوّأ مقعده من النار وفی رواية من قال فی القرآن بغير علم فليتبوّأ مقعده من النار (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور ایک روایت میں ہے جس نے قرآن میں بغیر علم کے کچھ کہا تو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

عن ابن سيرين قال ان هذا العلم دين فانظر وا عمن تاخذون دينكم

(مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم)

محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ یہ علم تو دین ہے پس دیکھو کہ کس سے تم اپنا دین لیتے ہو۔

تفسیر بالرائے کی صورتیں:

تفسیر بالرائے کی تشریح میں ملاعلی قاری لکھتے ہیں:

ای من تلقاء نفسه من غیر تتبع اقوال الائمة من اهل اللغة والعربیة المطابقة للقواعد الشرعیة بل بحسب مایقتضیه عقله وهو مما یتوقف علی النقل بانه لا مجال للعقل فیه کاسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما یتعلق بالقصص والاحکام او بحسب مایقتضیه ظاهر العقل وهو مما یتوقف علی العقل کالمتشابهات التی اخذ المجسمة بظواهرها واعرضوا عن استحالة ذلک فی العقول او بحسب مایقتضیه بعض العلوم الالهیة مع عدم معرفة ببقیتها وبالعلوم الشرعیة فیما یحتاج لذلک .

ترجمہ: تفسیر بالرائے یہ ہے کہ لغت وعربیّت کے آئمہ کے اقوال جو قواعد شرعیہ کے موافق ہیں، ان کو معلوم کئے بغیر اس طرح تفسیر کرے کہ

1) جو اپنی عقل کہتی ہے اس کو لینا ہے حالانکہ وہ ایسی بات ہو سکتی ہے جس کا تعلق نقل سے ہو اور عقل کو اس میں مجال نہ ہو مثلاً اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ اور قصص واحکام سے متعلق مقام ہو۔

2) یا ظاہری عقل کے مطابق مراد لینا ہو۔ حالانکہ وہ امر عقلی قواعد پر موقوف ہے جیسا کہ مجسمہ نے متشابہات کے ظاہری معنیٰ کو لیا اور ظاہری معنیٰ کے محال عقلی ہونے کو نظر انداز کر دیا۔

3) یا بعض علوم الٰہیہ کے مطابق بات کو لیا ہو حالانکہ اس مسئلہ کو سمجھنے کیلئے جن دیگر علوم الٰہیہ وعلوم شرعیہ کی ضرورت ہے، ان سے وہ بے خبر ہے۔

قال ابن النقيب جملة ماتحصل فى معنىٰ حديث التفسير بالرائے خمسة اقوال ، احدها التفسير من غير حصول العلوم التى يجوز معها التفسير الثانى تفسير المتشابه الذى لا يعلمه الا اللّٰه الثالث التفسير المقدر لمذهب الفاسد بان يجعل المذهب اصلا والتفسير تابعاً فير د اليه باىّ طريق امكن وان كان ضعيفا الرابع التفسير ان مراد اللّٰه كذا على القطع من غير دليل الخامس التفسير بالا ستحسان والهوىٰ

(الاتقان فی علوم القرآن ص۱۸۳ ج۲)

ترجمہ: ابن نقیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرائے کی پانچ صورتیں ہیں:۔

پہلی صورت: تفسیر کے لئے ضروری علوم کو حاصل کئے بغیر تفسیر کی جائے۔

دوسری صورت: وہ متشابہ کہ جس کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔

تیسری صورت: وہ تفسیر جو کسی مذہب (فکر) کو ثابت کرنے کے لئے ہو کہ اپنے فاسد مذہب اور فکر کو اصل بنایا جائے اور تفسیر کو تابع کیا جائے۔

چوتھی صورت: بغیر دلیل کے یہ کہنا کہ اس لفظ یا آیت سے اللہ تعالیٰ کی قطعی طور پر یہی مراد ہے۔

پانچویں صورت: ہوائے نفس کے ساتھ تفسیر کرنا۔

تفسیر بالرائے کی مزید ممکنہ صورتیں:

☆ کسی آیت کی محض اپنی عقل سے ایسی تفسیر کرنا جو کہ آنحضرت ﷺ، صحابہؓ و تابعینؒ کی بیان فرمودہ تفسیر کے خلاف ہو۔

☆ قرآن مجید کی ایسی تفسیر کرنا جس سے اجماع امت کے ساتھ ثابت شدہ عقائد و

احکام کی نفی ہوتی ہو۔

☆ جن آیات میں صحابہؓ وتابعینؒ سے صراحۃً کوئی تفسیر منقول نہیں ان میں لغت اور زبان وادب کے اصولوں کو نظر انداز کر کے خودساختہ تفسیر کرنا۔

اس تفصیل کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ قرآن مجید میں توضیحی نکتہ آفرینی مطلقاً منع ہے۔قرآن مجید سے ایسے نکات وعلوم کا استنباط جو کہ تفسیر بالرائے کی مذکورہ صورتوں کے ساتھ مطابقت نہ رکھتا ہو، وہ وعید میں داخل نہیں البتہ اس قسم کی نکتہ آفرینیاں قرآن وحدیث کے گہرے مطالعہ اور مہارت تامہ کے بغیر ناممکن ہیں۔

صوفیائے کرام کی تفسیریں:

تصوّف کی کتب میں صوفیائے کرام کے ایسے بعض اقوال درج ہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں انہیں شطحیات کہا جاتا ہے۔شطحیات، علماء کرام کی تحقیق کے مطابق قابل قبول نہیں ہوتے۔چونکہ صوفیاء نے ایسی باتیں جذب وسکر کے عالم میں کہی ہوتی ہیں۔اس لئے عنداللہ وہ معذور ہیں لیکن ان کی ایسی باتوں کو مستند سمجھ کر قابل تقلید نہیں سمجھا جاسکتا۔نہ ہی ان پر عمل ہوسکتا ہے۔

اسی طرح کتب تفاسیر میں بھی آیات کی تفسیر میں بعض خلاف شرع اقوال منقول ہیں، ان اقوال کے متعلق یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اقوال، صوفیاء کے وجدانی استنباطات ہیں جو کہ ان پر منکشف ہوتے ہیں۔انکے مذکورہ استنباطات اور قرآن کریم کے ظاہری مفہوم میں اکثر اوقات تطبیق ممکن ہوتی ہے۔صوفیاء قرآن کریم کے ظاہری مفہوم سے انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اصل مفہوم پر ان استنباط کردہ نکات کا اضافہ کرتے ہیں۔صوفیاء کرام کے ان اقوال کے متعلق درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

1 ان اقوال کوقرآن مجید کی اصل تفسیر نہ مانا جائے بلکہ یہ سمجھا جائے کہ یہ صرف وجدانی استنباط کی حیثیت رکھتے ہیں۔

2 یہ اقوال صرف اس وقت درست سمجھے جاسکتے ہیں جب قرآن مجید کی کسی آیت اورشریعت کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق ہوں۔اگر یہ مطابقت نہ ہوتو یہ اقوال صریح الحاد کے سوا کچھ بھی نہیں۔

3 گزشتہ ادوار میں ایک ملحد فرقہ جوکہ باطنیہ کے نام سے موسوم تھا گزرا ہے اس فرقہ کا دعویٰ تھا کہ قرآن مجید کا جو مطلب سمجھ آتا ہے اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ ہر لفظ سے ایک باطنی مفہوم کی طرف اشارہ ہے اور وہی قرآن کی اصل تفسیر ہے۔

یہ اعتقاد باجماع امت کفر والحاد ہے،لہٰذا صوفیاء کے کسی قول کے متعلق اس قسم کا اعتقاد رکھنا کہ ان کے اقوال قرآن مجید کی اصل تفسیر ہیں،کھلی گمراہی ہے۔

(ملخص از علوم القرآن للشیخ عثمانی مدظلہ ص۳۵۴ تا ۳۵۶)

تفسیر بالرائے،مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی اولاد و مریدین کی امتیازی خصوصیت ہے۔

مرزا قادیانی کی چند تحریفات:

1 ''ایاک نعبد وایاک نستعین'' میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عابد کامل جب فناء فی اللہ ہوجاتا ہے تو اسے رب العالمین کی صفات عطا کی جاتی ہیں۔

(اعجاز المسیح ص۱۱۹روحانی خزائن ص۱۲۳ج ۱۸)

2 "مالک یوم الدین "میں "یوم الدین "سے مراد مسیح موعود کا زمانہ ہے۔

(اعجاز المسیح ص۱۴۰تا۱۴۱روحانی خزائن ص۱۴۴،۱۴۵ج ۱۸)

3 "واذ العشار عطلت " کا مطلب یہ ہے کہ ریل ایجاد ہونے کی وجہ سے

اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۶۵ روحانی خزائن ص ۱۹۴ ج ۱۷)

4 "فاذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر (القیامة) ان آیات میں "و جمع الشمس والقمر" سے چاند گرہن اور سورج گرہن مراد ہے جو کہ مرزا کے زمانہ میں واقع ہوا۔ (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۷ روحانی خزائن ص ۱۹۴ جلد ۸)

5 قرآن مجید میں جس ذوالقرنین کا ذکر ہے اس سے مسیح موعود یعنی مرزا قادیانی مراد ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۱ روحانی خزائن ص ۱۱۸، ۱۱۹ جلد ۲۱)

6 "یاجوج ماجوج" سے مراد انگریز اور روس ہیں۔
(ازالہ اوہام ص ۵۰۲ روحانی خزائن ص ۳۶۹، ج ۲۱)

7 "دابة الارض" سے مراد ایسے انسان مراد ہیں جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن زمینی علوم وفنون کے ذریعہ سے منکرین اسلام کو لاجواب کرتے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۲ روحانی خزائن صفحہ ۳۶۰، ۳۷۰ ج ۳)

8 تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ (ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۷۷ روحانی خزائن ص ۱۴۰ جلد ۳)

9 قرآن شریف بضرب دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۶ روحانی خزائن ص ۱۶۵ ج ۱۷)

10 "واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی" اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا۔ کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱ روحانی خزائن صفحہ ۴۹ جلد نمبر 17)

الولدسرٌ لا بیہ کے مقولہ کے مطابق مرزا بشیرالدین محمود نے مرزا قادیانی کے تحریفی ذوق صرف برقرار ہی نہیں رکھا بلکہ اسے ترقی بھی دی۔ مرزا قادیانی کو قرآن مجید کی مکمل تفسیر لکھنے کا موقع نہ ملا تھا، مرزا محمود نے قرآن مجید کی دو تفسیریں لکھیں۔

1۔ تفسیر کبیر، یہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

2۔ تفسیر صغیر، یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔

مرزا محمود نے اس تفسیر میں قادیانی تحریفات ، دجل وفریب اور ابلیسانہ تلبیسات بڑے اختصار و جامعیت کے ساتھ بھر دی ہیں۔

تفسیر صغیر میں درج تحریفات کا خاکہ:

1﴿ بعض آیات کی تفسیر میں متعدد اقوال تھے، جن میں سے بعض کو مفسرین نے راجح، بعض کو مرجوح اور بعض کو بالکل ناقابل توجہ قرار دیا تھا۔ مرزا محمود نے مرجوح اور ساقط الاعتبار قسم کے اقوال کو چُن چُن کر تفسیر صغیر میں جمع کیا ہے۔

2﴿ بہت سی آیات کا من گھڑت ترجمہ و تشریح لکھی ہے جو کہ مفسرین کرام کی تصریحات اور لغت عرب کے بالکل خلاف ہے۔

3﴿ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کے نزدیک نزول جسمانی کا انکار کرنے کے لئے، سورہ آل عمران، المائدہ اور الزخرف کی متعلقہ آیات کے ترجمہ و تفسیر میں خصوصی تحریفات کی ہیں۔

4﴿ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بہت سے معجزات کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار

کیا تھا، مرزا محمود نے تمام انبیاء کرام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے متعلقہ آیات کے ترجمہ وتفسیر میں وہ دور از کار تاویلیں کی ہیں کہ شیطان بھی شرمارہا ہوگا۔

مرزا محمود کی تحریفات کے چند نمونے:

الف) آخرت کا ترجمہ آئندہ ہونے والی موعود باتیں کیا۔ (تفسیر صغیر حاشیہ صفحہ ۵)

ب) "ویقتلون النبیین بغیر الحق" کا ترجمہ کیا اور نبیوں کو ناحق قتل کرنا چاہتے تھے۔ (تفسیر صغیر حاشیہ صفحہ ۱۶)

ج) "ورفعنا فوقکم الطور" یعنی تم کو پہاڑ کے دامن میں کھڑا کیا تھا۔ (تفسیر صغیر حاشیہ صفحہ ۱۶)

د) "تلک اُمة قد خلت" یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہوچکی ہے۔ (تفسیر صغیر حاشیہ صفحہ ۱۳۹)

ح) "ما المسیح ابن الارسول قد خلت من قبله الرسل" مسیح ابن مریم ایک رسول تھا، اس سے پہلے رسول بھی فوت ہوچکے ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

ز) "واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی (المائدہ ۱۱۰) سے مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام روحانی اعتبار سے مردہ لوگوں کی تربیت کرتے تھے جس کے نتیجہ میں وہ روحانی پرواز کرنے لگ جاتے تھے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۴۰)

س) "واذا تخرج الموتیٰ باذنی (المائدہ ۱۱۰) کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحانی طور پر مردہ صفت لوگوں کو زندہ کرتے تھے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۴۱)

ش) "ویوم یحشرھم جمیعا، یمعشر الجن قداستکثرتم من الانس"

(الانعام۱۲۸) میں جنات سے مراد بڑے لوگ ہیں۔ (حاشیہ نمبر اصفحہ ۱۸۱)

ص) "قلنا لهم كو نو ا قردة خاسئين " (الاعراف ۱۴۴) انسانوں کا بندر بننا مراد نہیں بلکہ بندروں کی صفات والا بننا مراد ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۲۱۳)

ض) " واذ نتقنا الجبل فوقهم كا نه ظلة " (الاعراف ۱۷۱) سے مراد یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو لے جا کر طور کے دامن میں کھڑا کر دیا تا کہ وہ بھی نظارہ کرلیں۔ (حاشیہ صفحہ ۲۱۴)

ط) حاشیہ صفحہ ۳۸۵ پر حضرت مریم کے لئے شوہر تسلیم کیا گیا ہے۔

ع) "حتى اذا اتوا علىٰ وادا لنمل الآية " (النمل ۱۸(میں نمل سے نملہ قوم مراد ہے۔ (صفحہ ۴۸۶)

غ) سورۃ نمل میں جس ھد ھد کا ذکر ہے، اس سے ھد ھد نام کا سردار مراد ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۴۸۷)

ل) حاشیہ صفحہ ۷۲۶ پر نبوت کا قیامت تک جاری رہنے کا نظریہ بیان کیا ہے۔

م) حواشی صفحہ ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۹۱ پر مرزا قادیانی کو نبی ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔

ن) "واذالسماء فرجت (المرسلت ۹)" کا مطلب یہ ہے الہام کا سلسلہ پھر شروع کر دیا جائے گا۔

العرض تفسیر صغیر میں اتنی زیادہ تحریفات ہیں کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے:

؎ تن ہمہ داغ داغ شد ، پنبہ کجا کجا نہم

استاذ مکرم ، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس سرّہ کے حکم پر آج سے تین سال پہلے احقر نے تفسیر صغیر کا ناقدانہ جائزہ تحریر کرنا شروع کیا۔ استاذ محترم قدس سرّہ کی رائے یہ تھی کہ تفسیر صغیر کے ترجمہ میں درج تحریفات کا ناقدانہ جائزہ ایک مستقل کتابچہ کی شکل میں کثیر تعداد میں تقسیم کیا جائے تا کہ قادیانی جو کہ تفسیر صغیر کو اردو اور دیگر زبانوں میں

ترجمہ کر کے بکثرت مفت تقسیم کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اس کا تدارک کیا جا سکے۔ مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ نے اپنی وفات سے چند ماہ پہلے اس کتابچہ کو حرف بحرف ملاحظہ فرمایا تھا اور اپنی گراں قدر تقریظ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ذات کریم نے بندہ ناچیز سے یہ اہم کام لیا، اس کی بارگاہ عالی میں اس کاوش کی قبولیت اور بھولے بھٹکے قادیانیوں اور مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بننے کیلئے دست بدعا ہوں۔ قارئین کرام سے بھی اسی دعا کی التماس ہے۔ زیرنظر تالیف کے متعلق ایک ضروری وضاحت یہ ہے کہ یہ رسالہ، ایک بڑی کتاب کا پہلا باب ہے اور بکثرت اشاعت کے پیش نظر مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کے حکم کے مطابق اس میں ممکنہ حد تک اختصار کیا گیا ہے۔ اور اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ قارئین کو بات آسانی سے سمجھ آجائے، لیکن تفصیلی نقد ونظر نہ ہو۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مختار قول کے مطابق ہر سورۃ کا جزو نہیں ہے لیکن مرزا محمود اسے ہر سورۃ کا جزو قرار دیتا ہے اور تفسیر صغیر میں اسنے یہی انداز اپنایا ہے۔ مثلاً کسی بھی سورۃ کی آیت نمبر۱۰ کو وہ آیت نمبر۱۱ لکھتا ہے۔ احقر اپنے عزیز دوست مولانا مفتی مسعود الحسن تحسین مدظلہ کا ممنون ہے کہ انکے بعض گراں قدر مشوروں سے کتاب کو چار چاند لگ گئے۔ مخدوم گرامی جانشین سفیر ختم نبوت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہ مہتمم ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی طباعت کا انتظام فرمایا۔ جناب محترم حاجی محمد یار شاہد صاحب نے اس کی طباعت کے مصارف برداشت کئے۔ :جزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء

تفسیر صغیر کے حواشی میں درج تحریفات کا تنقیدی جائزہ ان شاء اللہ الگ کتابی صورت میں بہت جلد قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ وھو المستعان

مشتاق احمد عفی عنہ

تفسیر صغیر کے ترجمہ میں قادیانی تحریفات اور انکا تنقیدی جائزہ

آیت نمبر 1: واذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس (البقرہ۳۴)

صحیح ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا۔

قادیانی تحریف: (اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو، اس پر انہوں نے فرمانبرداری کی مگر ابلیس (نے نہ کی)۔

حاشیہ میں لکھا: آدم کی پیدائش کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو سجدہ کرو، یہ مراد نہیں کہ آدم کو سجدہ کرو۔ (تفسیر صغیر حاشیہ نمبر ا صفحہ ۱۲)

تجزیہ: امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ اس بات پر اجماع امت ہے کہ آدم علیہ السلام کو ملائکہ کا سجدہ بطور عبادت کے نہ تھا کیونکہ غیر اللہ کی عبادت کفر ہے۔ زیر نظر آیت میں سجدہ سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مفسرین کے تین اقوال ہیں:۔

1﴾ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور آدم علیہ السلام بطور قبلہ کے تھے۔

2﴾ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کیا گیا تھا اور سجدہ تعظیمی پہلی امتوں میں جائز تھا۔

3﴾ سجدہ سے مراد اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

پہلا قول ضعیف ہے کیونکہ اس واقعہ کا ذکر کرنے سے آدم علیہ السلام کی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اور محض قبلہ قرار دینے سے ان کی عظمت ظاہر نہیں ہوسکتی۔

تیسرا قول ضعیف ہے کیونکہ سجدہ شریعت کی اصطلاح میں زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے اور اس کا معنیٰ مراد لینا ضروری ہے کیونکہ اصل حقیقی معنی مراد لینا ہے۔ مجازی معنیٰ

مرادنہیں لیا جا سکتا۔ باقی رہا دوسرا قول کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کیا گیا یہی مستند و معتبر ہے۔ (تفسیر کبیر للرازیؒ الجزاء الثانی ص ۲۳۰)

حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں امام رازیؒ کی تائید کی ہے، لکھتے ہیں:۔

والأ ظهران القول الاول اولیٰ والسجدة لآدم اکراماً وتعظیما واحتراما وسلا ما وهی طاعة للّٰه عزوجل لانها امتثال لا مره تعالیٰ وقد قوّاه الرازی فی تفسیره وضعف ماعداه من القولین الآخرین الخ

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۷۷، ۷۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

مرزا بشیر الدین محمود نے ترجمہ میں تیسرا قول اور حاشیہ میں پہلا قول مراد لیا ہے اور یہ دونوں ضعیف قول ہیں۔

آیت نمبر 2﴾ واذ قتلتم نفسا فادّٰرءُ تُم فیها واللّٰهُ مخرج مّا کنتم تکتمون (البقرہ ۷۲)

صحیح ترجمہ: اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تو اس میں باہم جھگڑنے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

قادیانی تحریف: اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا، کیا پھر تم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ جو (کچھ) تم چھپاتے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔ (تفسیر صغیر ص ۱۸)

تجزیہ: مرزا محمود نے ''واذ قتلتم'' کے معنیٰ میں تحریف ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ ہے ''اور جب تم نے قتل کیا'' مرزا نے ترجمہ کیا اور جب تم نے قتل کرنے کا دعویٰ کیا۔

کسی معتمد علیہ مفسر نے مرزا محمود کا تحریر کردہ معنی نہیں لکھا۔

"ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین"

آیت نمبر 3﴾ وان منها لما يهبط من خشية الله (البقرہ ۷۴)

صحیح ترجمہ: اور بعضے (پتھر) ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔

قادیانی ترجمہ: ان دلوں میں سے بھی بعض ایسے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے (معافی مانگتے ہوئے) گر جاتے ہیں۔ (تفسیر صغیر ص ۱۸)

تجزیہ: منھا کی ضمیر کے مرجع میں دو قول ہیں۔ 1) حجارہ، 2) قلوب، اور اکثر مفسرین کے نزدیک ھا ضمیر کا مرجع حجارہ ہے، قلوب نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۴۰)

اور جاحظ نے قلوب کو مرجع بنایا ہے جو کہ فاسد ہے۔

(فتح البیان فی مقاصد القرآن جزء اول ص ۱۳۰ مطبوعہ المطبعۃ الکبریٰ المیر یہ بیولاق مصر سن ۱۳۰۰ ہجری)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرزا بشیر الدین محمود نے ''منھا'' کا مرجع قلوب کو بنا کر مرجوح قول کو ترجیح دی ہے اور راجح قول کو مرجوح بنا دیا ہے۔

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آیت نمبر 4﴾ تلک امة قد خلت (البقرہ ۱۳۵، ۱۴۲)

صحیح ترجمہ: یہ جماعت گزر چکی۔

قادیانی تحریف: یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے۔

(تفسیر صغیر صفحہ ۳۹، ۴۰)

تجزیہ: خلا یخلو خلوا کا ترجمہ مات یموت موتاً سے کرنا لغت عرب اور کتب تفاسیر کے

بالکل برعکس ہے۔اور نہایت خطرناک تحریف ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنا مقصد ہے۔اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

آیت نمبر 5﴾ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم (البقرہ ۱۸۷)

صحیح ترجمہ: خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگذر فرمائی۔

قادیانی ترجمہ: اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اسلئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کردی۔ (تفسیر صغیر ص ۴۰،۴۱)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں مرزا محمود نے "تختانون انفسکم" اور "وعفا عنکم" کے معنیٰ میں تحریف کی ہے۔اختیان کا صحیح معنیٰ ہے۔خیانت کرنا جبکہ مرزا نے اس کا معنیٰ کیا حق تلفی کرنا۔اور "عفا عنکم" کے دو معنیٰ ہیں گنجائش دینا، گناہ معاف کرنا جبکہ مرزا نے اصلاح کرنا مراد لیا ہے۔

مرزا محمود کے تحریر کردہ معانی لغت اور آئمہ مفسرین کی تصریحات دونوں کی رو سے غلط ہے۔لغت کی رو سے مرزائی معانی کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے البتہ کتب تفاسیر کی تحریرات پیش خدمت ہیں۔

1﴾ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر خیانت کا ذکر کیا خیانت کا تعین نہیں کیا۔آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیانت جماع تھی۔پھر یہاں دو قول ہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ تم عشاء کے بعد جماع کرنے اور ایک بار سونے کے بعد اٹھ کر کھانا کھا کر معصیت کا ارتکاب کرتے ہو اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول

کی خیانت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ دونوں حکم منسوخ کر دیئے۔ابومسلم کا قول ہے کہ خیانت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنا ہے۔لیکن آیت کے الفاظ ابومسلم کے قول کی نفی کرتے ہیں اس لئے کہ آیت میں "تختانون انفسکم" آیا ہے، "تختانون اللّٰہ" نہیں لکھا۔

دوسرے قول کے مطابق آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر مذکورہ ممانعت باقی رہتی تو تم مشقت میں مبتلا ہوتے اور خیانت کر بیٹھتے۔ پہلا قول مراد لینا ممکن ہے کیونکہ اس میں حرف شرط محذوف نہیں ماننا پڑتا اور دوسرا قول مراد لینے کی بھی گنجائش ہے کیونکہ پہلے قول کے مطابق نسخ ماننا پڑتا ہے۔

"فتاب علیکم" ابومسلم کے قول کے مطابق اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کام کی اجازت دے دی اور نسخ کے قائلین کے مطابق تقدیر عبارت ماننی پڑے گی۔ "تبتم فتاب علیکم فیہ"

"وعفا عنکم" ابومسلم کے قول کے مطابق اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رات کے وقت کھانے پینے اور جماع کرنے کی اجازت دے کرتم پر وسعت کی ہے اورلفظ عفو وسعت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اور نسخ کے قائلین کے مطابق "وعفا عنکم" میں تقدیر عبارت نکالنا ہوگی۔

"عفا عن ذنوبکم" ابومسلم کے قول کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اسکی تفسیر ضمیر نکالنے کی طرف محتاج نہیں اور قائلین نسخ کی تفسیر ضمیر نکالنے کی محتاج ہے۔

(تفسیر کبیر للرازی جلد پنجم صفحہ ۱۱۵،۱۱۶)

﴿2﴾ "علم اللّٰہ انکم کنتم تختانون " تخونون (انفسکم) بالجماع لیلۃ الصیام وقع ذلک لعمر وغیرہ واعتذروا الی النبی ﷺ (فتاب

علیکم) قبل تو بتکم (وعفا عنکم فالئن) اذا أحل لکم (باشروھن) جامعوھن (تفسیر الجلالین للسیوطیؒ)

3﴾ وقولہ علم اللّٰہ انکم کنتم تختانون انفسکم والاختیان مراد و ۃ الخیانۃ ولم یقل تخونون انفسکم لا نہ لم تکن منھم الخیانۃ بل کان منھم الاختیان فان الاختیان تحرّک شھوۃ الانسان لتحرّی الخیانۃ و ذلک ھو المشار الیہ بقولہ تعالیٰ ان النفس لامّارۃ بالسوء .

(مفردات غریب القرآن جلد اول صفحہ ۱۶۳)

یہ ساری تصریحات، مرزا محمود کے خودساختہ معانی کی تردید کررہی ہیں۔

آیت نمبر 6﴾ او کالذی علی قریۃ ......فاماتہ اللّٰہ مائۃ عام ثم بعثہ

(البقرہ ۲۵۹)

صحیح ترجمہ: ......تو خدا نے اس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو جلا اٹھایا۔

قادیانی ترجمہ: ......اس پر اللہ نے اسے سو سال (تک خواب میں) مارے رکھا پھر اسے اٹھایا۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۶۹)

تجزیہ: مرزا محمود نے اپنے ترجمہ میں "فاماتہ اللّٰہ مائۃ عام" کا ترجمہ کیا اس پر اللہ نے اسے سو سال (تک خواب میں) مارے رکھا پھر اسے اٹھایا۔

یہ ترجمہ غلط ہے، مرزا نے عالم بیداری کے ایک واقعہ کو خواب کا واقعہ بنا دیا۔ مرزا محمود جیسے لوگوں کے توہمات کی تردید میں امام رازیؒ نے کیا خوب لکھا ہے۔

"الأظھر انہ علم ان ذلک اللبث کان بسبب الموت و ذلک لأن الغرض

الأ صلى في اماتته ثم احيائه بعد مائة عام أن يشاهد الاحياء بعد الاماتة وذلك لايحصل الا اذا عرف ان ذلك اللبث كان بسبب الموت وهو ايضا قد شاهد اما في نفسه أو في حماره احوالا دالة على ان ذلك اللبث كان بسبب الموت . (تفسیر کبیر جلد ہفتم ص۳۶)

ترجمہ: یہ واضح ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ قیام موت کے سبب سے تھا اور اس قیام کی غرض وغایت ان کی موت اور پھر سو سال بعد دوبارہ زندہ کرنے سے یہ تھی کہ وہ ایک دفعہ مارنے کے بعد زندہ کرنے کا مشاہدہ کر سکیں اور یہ مشاہدہ اسی صورت میں ہوسکتا تھا کہ ان کو موت کے باعث اپنے اس قیام کا علم ہوتا اور انہوں نے اپنی ذات میں یا اپنے گدھے میں ایسے حالات دیکھ لیے تھے جو کہ اس چیز پر دلالت کرتے تھے۔ کہ سو سال تک ان کا اس حلت میں رہنا موت کی وجہ سے ہی ہو۔

طرز استدلال:

امام رازی نے اس واقعہ کو بار بار مشاہدہ سے تعبیر کیا ہے اور مشاہدہ بیداری میں آنکھوں سے دیکھنے کو کہتے ہیں، حالت خواب کو نہیں کہتے:۔

اسلامی انسائیکلو پیڈیا سے بھی ہماری تائید ملتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے قرآن مجید نے یہ قصہ ایک حقیقی واقعے کی حیثیت سے بیان کیا ہے اسے مجاز یا مکاشفہ کا رنگ دینا درست نہیں۔ مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ حضرت عزیر کے ساتھ پیش آیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی قبر دمشق میں ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد نمبر ۱۳ ص ۳۲۸)

آیت نمبر 7: واذ قال ابراھم رب ارنی کیف تحی الموتٰی ....

فصرھنّ الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء ثم

ادعھن یاتینک سعیا. (البقرہ۲۶۰)

صحیح ترجمہ: اور جب ابراہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا...

خدا نے فرمایا کہ چار جانور پکڑ وا کر اپنے پاس منگوا لو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرادو) پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھو اور پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔

قادیانی ترجمہ: اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب! مجھے بتا کہ تو مردے کس طرح زندہ کرتا تھا...

فرمایا اچھا تو چار پرندے اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لے پھر ہر ایک پہاڑ پر ان میں سے ایک (ایک) حصہ رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے۔

(تفسیر صغیر ص۷۰،۷۱)

تجزیہ: مرزا محمود نے آیت مذکورہ کے ترجمہ میں تحریف کی اور "**فصرھن الیک**" کا ترجمہ کیا اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لے اور "**یاتینک سعیا**" کا ترجمہ کیا "وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے"۔

مرزا محمود نے یہاں پر بھی دجالانہ تلبیس و تحریف کا ثبوت دیتے ہوئے "**فصرھن الیک**" کا ترجمہ کیا "اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لے" امام رازی نے اپنی تفسیر میں بتایا ہے کہ یہ ابو مسلم کا قول ہے (جسے قادیانی مرزا محمود کی علمی تحقیق کے نام پر پیش کر رہے ہیں) اور "**فصرھن الیک**" کا صحیح ترجمہ یہ ہے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر لے۔

"اجمع اهل التفسير علی ان المراد بالآية قطعهن وأن ابراهيم قطع أعضاء ها ولحومها وريشها ودماء ها فخلّط بعضها علیٰ بعض غير أبی مسلم فانه أنكر ذلک وقال ....والمراد بصرهن اليک الامالة والتمرين علی الاجابة ای فعود الطيور الاربعة أن تصير بحيث اذا دعوتها أجابتک وأتتک فاذا صارت كذلک فاجعل علیٰ كل جبل واحدا حال حياته ثم ادعهن يا تينک سعيا (تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ ص ۴۵)

ترجمہ: تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت ہذا میں "فصرھن" سے "فقطعهن" مراد ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان پرندوں کے اعضاء گوشت پر اور خون کو جدا جدا کر دیا اور بعض اجزاء کو بعض کے ساتھ ملا دیا۔

صرف ابو مسلم نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جب احیاء موتیٰ کی دلیل طلب کی؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مثال دکھائی تا کہ یہ معاملہ ان کے ذہن کے قریب ہو سکے اور "فصرهن اليک" کا معنیٰ ہے مائل کرنا اور انہیں اپنی طرف آنے

کی مشق کرانا یعنی چاروں پرندوں کا اس طرح عادی ہو جانا کہ جب آپ ان کو بلائیں وہ فوراً لبیک کہتے ہوئے آپ کے پاس آجائیں۔ اور جب وہ پرندے عادی ہو جائیں تو ان میں سے ہر پرندہ کو زندہ حالت میں ایک ایک پہاڑ پر بٹھا دیں پھر ان کو آواز دیں وہ آپ کے پاس تیزی سے اڑتے ہوئے آجائیں گے اور اس سے غرض یہ تھی کہ روحوں کے جسموں کی طرف آسانی سے لوٹنے کو محسوس مثال کے ذریعہ سے بیان کیا جائے۔

مذکورہ تصریح نے تحریف کے قادیانی غبارہ سے ہوا نکال دی ہے۔

اور اگر مرزا بشیر الدین کی تفصیل درست تسلیم کی جائے تو پھر یہ احیاء موتیٰ کی دلیل بھی نہیں

بنتی۔اورسدھائے پرندوں کواپنے پاس بلالینا یہ کونسا کمال ہوا؟

آیت نمبر 8: یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین

(آل عمران ۴۳)

صحیح ترجمہ: مریم! اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا۔

قادیانی ترجمہ: اے مریم! تو اپنے رب کی فرماں بردار بن اور سجدہ کر اور صرف موحدانہ پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر موحدانہ پرستش کر۔ (تفسیر صغیر ص ۸۵)

(حاشیہ از مرزا محمود) عربی میں رکع کے معنی توحید کے مطابق عبادت کرنے کے ہیں اسلئے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ موحدانہ پرستش کر۔

تجزیہ: رکع کا معنی المنجد میں یہ لکھا ہے۔

انحنی وطأطأ راسه، ومنه الرکوع فی الصلوٰۃ. الی اللّٰه: اطمأن الیه الرجل: افتقر وانحطّت حالُه (المنجد ص ۲۸۰ الطبعۃ الثانیۃ عشرۃ ۱۹۵۱ء)

ترجمہ: رکع کا معنٰی ہے وہ مائل ہوا اور اس نے سر جھکالیا اور اسی سے مشتق ہے نماز میں رکوع کرنا، رکوع الی اللہ کا معنٰی ہے مطمئن ہونا، رکع الرجل: فقیر ہوا، اس کی حالت زوال کا شکار ہوئی۔

اسی طرح علامہ راغب اصفہانی تحریر فرماتے ہیں:

الرکوع الانحناء فتارۃ یستعمل فی الھیئۃ المخصوصۃ فی الصلوٰۃ کما ھی وتارۃ فی التواضع والتذلل (المفردات فی علوم القرآن ص ۲۰۲)

رکوع کے معنٰی ہیں مائل ہونا، جھکنا، اس کا استعمال کبھی نماز کی ایک خاص ہیئت پر ہوتا ہے اور

کبھی تواضع و عاجزی کے معنیٰ میں۔

اور تمام مفسرین نے زیر نظر آیت میں رکوع کا معنیٰ نماز والا رکوع کیا ہے یا تواضع، کوئی تیسرا معنیٰ نہیں کیا۔ بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

1) (واسجدی وارکعی مع الراکعین) أی کونی منهم وقال الاوزاعی رکدت فی محرابها راکعة وساجدة وقائمة حتی نزل ماء الاصفر فی قدمها رضی اللّٰه عنها وارضاها (تفسیر ابن کثیر ۱/۳۶۳)

2) وقوله (وارکعی مع الراکعین) امرا بالصلاة فی الجماعة أویکون المراد من الرکوع التواضع (تفسیر کبیر ۷/۴۸)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ مرزا نے رکوع کا معنیٰ موحدانہ پرستش جو کیا ہے وہ سراسر غلط اور تحریف باطل ہے۔

فائدہ: یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو مردوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھنے کا حکم کیسے دیا گیا؟

اس کے جواب میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"ممکن ہے اس وقت میں عورتوں کو عام طور پر جماعت میں شریک ہونا جائز ہو یا خاص فتنہ سے مامون ہونے کی صورت میں اجازت ہو۔ یا دوسری عورتوں کے ہمراہ امام کی اقتدا کرتی ہوں۔ سب احتمالات ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۱ مطبوعہ سعودیہ)

آیت نمبر 9: ویکلم الناس فی المهد وکهلا (آل عمران ۴۶)

صحیح ترجمہ: اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا۔

قادیانی تحریف: اور پنگھوڑے یعنی چھوٹی عمر میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں بھی۔ (تفسیر صغیر ص ۸۵)

تجزیہ: مرزا محمود نے زیر نظر آیت کے لفظ ''مھد'' میں تحریف کی ہے۔ امام رازی تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ ''مھد'' کے دو معنی ہیں۔

1 ماں کی گود
2 بچے کے دودھ پینے کا زمانہ

جو معنٰی بھی مراد لیا جائے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ماں کی گود میں رہنے کی حالت میں لوگوں سے گفتگو فرماتے تھے اور جو معنی بھی کیا جائے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۵۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا محمود کا لفظ ''مھد'' سے حضرت عیسٰی کی چھوٹی عمر مراد لینا غلط ہے۔ ''چھوٹی عمر'' کا اطلاق تو قبل البلوغت کے تمام سالوں پر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس سے ماں کی گود یا زمانہ رضاعت کی حالت مراد ہے۔ مرزا محمود نے یہ تحریف اس لئے کی ہے تا کہ عیسٰی علیہ السلام کا معجزانہ طور پر پیدائش کے فوراً بعد گفتگو کرنا تسلیم نہ کرنا پڑے۔

آیت نمبر 10: اذ قال اللّٰہُ یٰعیسٰی انی متوفیک و رافعک الی الخ
(آل عمران ۵۵)

صحیح ترجمہ: اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسٰی! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔

قادیانی تحریف: (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا اے عیسٰی میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا۔ (تفسیر صغیر ص ۸۷)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں دو تحریفیں کی گئیں ہیں۔

1﴾ متوفیک کا درست معنٰی ہے میں تجھے پورا پورا (یعنی جسد مع الروح) وصول کروں گا۔ جبکہ مرزا محمود نے اس کا معنٰی کیا ہے میں تجھے طبعی طور پر وفات دونگا۔

2﴾ ورافعک الی کا درست معنٰی ہے میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔ اور قادیانیوں نے تحریف کی کہ اس کا معنٰی ہے ''میں تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا''۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرّہ اپنے تفسیری حواشی میں لکھتے ہیں:۔

لفظ توفی کے متعلق کلیات ابوالبقاء میں ہے ''التوفی الاماتة قبض الروح وعلیه استعمال العامة والاستیفاء واخذالحق وعلیه استعمال البلغاء الخ'' (توفی کا لفظ عوام کے یہاں موت دینے اور جان لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن بلغاء کے نزدیک اس کے معنٰی ہیں پورا وصول کرنا اور ٹھیک لینا) گویا ان کے نزدیک موت پر بھی توفی کا اطلاق اسی حیثیت سے ہوا کہ موت میں کوئی عضو خاص نہیں بلکہ خدا کی طرف سے پوری جان وصول کی جاتی ہے اب اگر فرض کرو خدا تعالیٰ نے کسی کی جان بدن سمیت لے لی تو اسے بطریق اولیٰ توفی کہا جائے گا۔ جن اہل لغت نے توفی کے معنٰی قبض روح لکھے ہیں انہوں نے یہ نہیں کہ کہ قبض روح مع البدن کو توفی نہیں کہتے۔ نہ کوئی ایسا ضابطہ بتایا ہے کہ جب توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو بجز موت کے کوئی معنی نہ ہوسکیں۔ ہاں چونکہ قبض روح کا وقوع بدن سے جدا کر کے ہوتا ہے اس لئے کثرت وعادت کے لحاظ سے اکثر موت کا لفظ اس کے ساتھ لکھ دیتے ہیں ورنہ لفظ کا لغوی مدلول قبض روح مع البدن کو شامل ہے۔

دیکھئے: اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها (زمر۔ع۵)

توفی نفس (قبض روح) کی دوصورتیں بتائیں (موت اور نیند) اس تقسیم سے نیز توفی کو نفس پروارد کرکے اور "حین موتھا" کی قید لگا کر بتلادیا کہ توفی اور موت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ قبض روح کے مختلف مدارج ہیں ایک درجہ وہ ہے جو موت کی صورت میں پایا جائے۔ دوسرا وہ جو نیند کی صورت میں ہو۔ قرآن کریم نے بتلادیا کہ وہ دونوں پر "توفی" کا لفظ اطلاق کرتا ہے۔ کچھ موت کی تخصیص نہیں۔

"یتوفکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار" (الانعام رکوع ۷)

اب جس طرح اس نے دو آیتوں میں نوم پر توفی کا اطلاق جائز رکھا حالانکہ نوم میں بھی قبض روح پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر آل عمران اور مائدہ کی دونوں آیتوں میں توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے۔ جاہلیت والے تو عموماً اس حقیقت سے ہی ناآشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز آدمی سے وصول کرلیتا ہے اسی لئے لفظ توفی کا استعمال موت اور نوم پر ان کے ہاں شائع نہ تھا۔ قرآن کریم نے موت وغیرہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کیلئے اول اس لفظ کا استعمال شروع کیا تو اسی کو حق ہے کہ موت اور نوم کی طرح اخذ الروح مع البدن کے نادر مواقع میں بھی اسے استعمال کرے۔ بہر حال آیت حاضرہ میں جمہور کے نزدیک توفی سے موت مراد نہیں اور ابن عباسؓ سے بھی صحیح ترین روایت یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے "**کما فی روح المعانی**" وغیرہ زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ نازل ہونے کا انکار سلف میں کسی سے منقول نہیں بلکہ تلخیص الحبیر میں حافظ ابن حجرؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ابن کثیرؒ وغیرہ نے احادیث نزول کو متواتر کہا ہے۔ "**اکمال اکمال العلم**" میں امام مالکؒ سے اس کی تصریح نقل کی ہے پھر جو معجزات حضرت مسیح علیہ السلام نے دکھلائے ان میں علاوہ دوسری حکمتوں کے ایک خاص مناسبت آپ کے رفع الی السماء کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ آپ نے

شروع ہی سے متنبہ کر دیا کہ جب ایک مٹی کا پتلا میرے پھونک مارنے سے باذن اللہ پرندہ بن کر اوپر اڑا چلا جاتا ہے کیا وہ بشر جس پر خدا نے روح اللہ کے لفظ کا اطلاق کیا اور روح القدس کے نفخہ سے پیدا ہوا یہ ممکن نہیں کہ خدا کے حکم سے اڑ کر آسمان تک چلا جائے۔

جس کے ہاتھ لگانے یا دو لفظ کہنے پر حق تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی اچھے اور مردے زندہ ہو جائیں۔ اگر وہ اس موطن کون وفساد سے الگ ہو کر ہزاروں برس فرشتوں کی طرح آسمان پر زندہ اور تندرست رہیں تو کیا استبعاد ہے؟

قال قتادہؒ فطار مع الملائکة فهو معهم حول العرش وصار انسيا ملكيا سما ويا ارضيا (بغوی)

اس موضوع پر مستقل رسالے اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر میں اہل علم کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے مخدوم علامہ فقید النظیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری اطال اللہ بقائہ نے رسالہ عقیدۃ الاسلام میں جو علمی لعل و جواہر ودیعت کئے ہیں ان سے متمتع ہونے کی ہمت کریں۔ میری نظر میں ایسی جامع کتاب اس موضوع پر نہیں لکھی گئی۔

(تفسیر عثمانی حواشی ص ۷۴ مطبوعہ سعودیہ)

حضرت امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت میں دو طریقوں سے تاویلیں کی گئیں ہیں۔

پہلا طریقہ: آیت میں تقدیم تاخیر نہ مانی جائے۔ اس طریقہ کے مطابق حضرات مفسرین کے درج ذیل اقوال ہیں۔

1۔ "انی متوفیک" کا معنیٰ ہے کہ میں آپ کی عمر پوری کردوں گا پھر وفات دوں گا اور قتل کرنے کے لئے یہودیوں کے حوالے نہ کروں گا بلکہ میں آپ کو آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اور ملائکہ کے قریب کرنے والا ہوں۔ یہ اچھی تاویل ہے۔

2﴾ "انی متوفیک" کا معنیٰ ہے کہ میں آپ کو موت دینے والا ہوں مقصد یہ ہے کہ آپ کے دشمن (یہود) آپ کو قتل نہ کر سکیں گے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رفع الی السماء کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کو عزت دی۔

3﴾ ربیع بن انس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی رفع الی السماء کے وقت ان کو نیند دے کر توفی کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا"

4﴾ یہ آیت ترتیب کا فائدہ دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کام کریں گے لیکن کس طرح اور کب کریں گے؟ یہ بات دلیل پر موقوف ہے اور دلیل سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ عنقریب نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو وفات دیں گے۔

5﴾ "توفی" کہتے ہیں کسی چیز کو پورا پورا وصول کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بعض لوگ یہ گمان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اٹھایا، جسم کا رفع نہیں ہوا۔ تو اس گمان کی تردید کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا روح اور جسم دونوں کے ساتھ رفع ہوا ہے اور اس آیت کی صحت پر ایک دسری آیت "**وما یضرونک من شیء**" دلالت کرتی ہے۔

دوسرا طریقہ: آیت میں تقدیم وتاخیر مانی جائے اس قول کے قائلین کے مطابق ترتیب یہ ہوگی "**انی رافعک الی و مطھرک من الذی کفروا ومتوفیک بعد انزالی ایاک فی الدنیا**"

لیکن پہلے طریقہ کے تحت ذکر کی گئیں وجوہ تقدیم وتاخیر ماننے سے مستغنی کر دیتی ہیں۔

(ملخص از تفسیر کبیر جلد نمبر ۸ صفحہ ۷۳ تا ۷۶)

تنبیہ:

کئی مفسرین نے یہ لکھ دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تین گھنٹے موت دی پھر رفع الی السماء کیا، یہ ضعیف قول ہے۔ (فتح البیان فی مقاصد القرآن ج۲ صفحہ ۴۹)
اسی طرح تفسیر مظہری جلد نمبر۲ صفحہ ۶۵ پر سات گھنٹے موت طاری رہنے کو نصاریٰ کا عقیدہ بتایا گیا ہے۔

"وقال محمد بن اسحاق النصاریٰ یزعمون ان اللّٰه توفاه سبع ساعات من النهار ثم احیاه ورفعه کذا اخرج ابن جریر عنه"

یہ تردید کرنے کے بعد قاضی ثناء اللہ عثمانیؒ مظہری قول فیصل بیان فرماتے ہیں۔

"فظهران المراد بالتوفی اما الرفع الی السماء واما التوفی قبل الرفع والظاهر عندی ان المراد بالتوفی هو الرفع الیٰ السماءَ بلا موت یشهدبه الوجد ان بعد ملاحظة قوله تعالیٰ وما قتلوه وما صلبوه ولو لا نفی الموت عنه لما کان من نفی القتل فائدة اذا الغرض من القتل الموت واللّٰه اعلم.

ترجمہ: توفی سے یا تو رفع الی السماء مراد ہے یا توفی قبل الرفع مراد ہے۔ اور میرے نزدیک ظاہر بات یہ ہے کہ توفی سے رفع الی السماء بغیر موت کے مراد ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان "وماقتلوه وماصلبوه" کو دیکھنے کے بعد وجدان بھی اسی بات کی گواہی دیتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام سے موت کی نفی مراد نہ لی جائے تو پھر آپ کے قتل کی نفی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ قتل سے موت ہی مقصود ہوتی ہے۔ (تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ ۵۶)

آیت نمبر 11: **ویقتلون الانبیاء بغیر حق.** (آل عمران ۱۱۲)

صحیح ترجمہ: اور وہ (خدا کے) پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیتے تھے۔

نہیں ہے۔

2۔ گزشتہ تیرہ سو سال کے کسی معتمد علیہ مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔

"ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین "

3۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی خلت کا معنٰی موت نہیں کیا وہ لکھتا ہے۔

"وما المسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں"۔

(جنگ مقدس ص ۷ روحانی خزائن ص ۸۹ ج ۱۴)

جسطرح "ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل "میں خلت کا معنٰی "مر گئے" نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی خلت کا معنٰی "مر گئے" نہیں ہوسکتا۔

4۔ اگر اس آیت سے حضور علیہ السلام سے پہلے تمام انبیاء کی وفات لازم آتی ہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی جسد عنصری سمیت فوت شدہ ماننا پڑے گا۔

حالانکہ مرزا قادیانی ان کو زندہ مانتا ہے۔

حوالہ نمبر ۱: هذا هو موسیٰ فتی الله الذی اشار الله فی کتابه الی حیاته وفرض علینا ان نؤمن بانه حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین . (نور الحق ص ۵۰ روحانی خزائن ص ۶۸، ۶۹ جلد ۸)

حوالہ نمبر ۲: بل حیاة کلیم الله ثابت بنص القرآن الحکمی الاتقرء فی القرآن ماقال الله عزوجل "ولا تکن فی مریة من لقائه " وانت تعلم ان هذه الآیة نزلت فی موسیٰ فهی دلیل صریح علی حیاة

موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی اللّٰہ والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل ھذہ الآیات فی شان عیسٰی علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتّٰی فتدبر فان اللّٰہ یحب المتدبرین .

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۵ روحانی خزائن ص ۲۲۱ جلد ۷)

ان حوالہ جات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔اسلئے قادیانیوں کا ان حوالہ جات میں روحانی حیات کی تاویل کرنا بے فائدہ ہے۔

5۔ قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی ہیں جہاں ’’خلا یخلوا‘‘ کا معنی مرجانا ممکن ہی نہیں ہے۔

۱. سنۃ اللہ التی قدخلت من قبل (الفتح ۲۳)

۲. واذا خلا بعضھم الٰی بعض (البقرہ ۷۶)

۳. وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ۲۴)

۴. قدخلت من قبلکم سنن (آل عمران ۱۳۷)

۵. واذا خلوا عضّوا علیکم الانامل من الغیض (آل عمران ۱۱۹)

۶. کذلک ارسلنک فی امّۃ قد خلت من قبلھا امم (الرعد ۳۰)

قادیانی ان آیات کا کیا جواب دیں گے؟’’ما ھو جوابکم فھو جوابنا

آیت نمبر 13: سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق (آل عمران ۱۸۲)

صحیح ترجمہ: جو یہ کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے اس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے)۔

قادیانی تحریف: ہم ان کی یہ بات اور ان کا ناحق انبیاء کو مارنے کے درپے رہنا یقیناً

لکھ رکھیں گے۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۱۰۴)

تجزیہ: مرزانے مذکورہ آیت میں "**وقتلهم الانبياء بغير حق**" کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ اسی طرح مرزا محمود نے النساء ۱۵۵ کی آیت "**فبما نقضهم ميثاقهم و كفرهم بايٰت اللّٰهِ وقتلهم الانبياء بغير حق الآيه**" میں **وقتلهم الانبياء بغير حق** کا ترجمہ غلط کیا۔ "بلاوجہ نبیوں کو قتل کرنے کی کوشش کرنا"۔

قتل کرنا اور چیز ہے، قتل کرنے کی کوشش کرنا اور چیز ہے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر یہاں قتل کرنے کی کوشش کرنا، مراد ہوتا تو اللہ تعالیٰ اور انداز بیان اختیار کرتے۔ موجودہ انداز نہ ہوتا۔

آیت نمبر 14: وان كنتم مرضىٰ اوعلى سفر اوجاء احد منكم من الغائط او لٰمستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمّموا صعيدا طيبا (النساء ۴۴)

صحیح ترجمہ: ہاں اگر بحالت سفر رستے چلے جارہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلاء سے ہوکر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمّم) کرلو۔

قادیانی تحریف: اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو (اور تم جنبی ہو تو تیمّم کرلیا کرو) یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آیا ہو (اور تم کو پانی نہ ملے) اور تم عورتوں سے ہم صحبت بھی ہو چکے ہو (یعنی جنبی ہو) اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو (یعنی تیمّم کرو) (حاشیہ از مرزا محمود) او کے معنے عربی میں کبھی یا کے ہوتے ہیں اور کبھی "اور" کے ہوتے ہیں۔

(مغنی اللبیب جلد اول ص ٦٠) اس جگہ ہم نے اس کے معنیٰ اور کے کئے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ آیت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ (تفسیر صغیر ص ۱۱۵، حاشیہ نمبر ۴)

تجزیہ: آیت مذکورہ میں مرزا کا اَوْ کو بمعنی واؤ کرنا یعنی ''یا'' کا ترجمہ ''اور'' کرنا غلط ہے۔ کسی معتمد علیہ مفسر و مجدد سے اس طرح منقول نہیں ہے۔

مرزا نے محمود نے ''**وما انزل الیک وما انزل من قبلک**'' میں ''واؤ'' کا ترجمہ ''یا'' کر دیا اور یہاں ''او'' کا ترجمہ ''اور'' کر دیا۔

؎ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

آیت نمبر 15: ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الّذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین والصدّیقین والشہداء والصّٰلحین .

(النساء ۶۹)

صحیح ترجمہ: اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

قادیانی تحریف: اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں۔ (تفسیر صغیر ص ۱۱۹، ۱۲۰)

تجزیہ:

جواب نمبر 1 ﴾ مرزا محمود نے زیر بحث آیت میں مع کو مِن کے معنیٰ میں مراد لیا ہے۔ اس کے تحریر کردہ ترجمہ کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کی اطاعت کرنے

والے انبیاء، شہداء اور صلحاء میں شامل ہوں گے۔ یعنی وہ نبی، شہید اور صالح بنیں گے۔ یہ تفسیر درایتہً غلط اور چودہ سو سال کے مفسرین و محدثین کی تائید سے محروم ہے۔ ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین'' ''مع'' ''من'' کے معنٰی میں نہیں آتا۔ یہ خلاف لغت ہے۔ ''مع'' من کے معنی میں ہوتا تو مع پر لفظ من داخل نہ ہوتا، حالانکہ عرب بولتے ہیں۔

جئت من مع القوم

جواب نمبر 2﴾ قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں۔

1﴾ تشریعی نبوت

2﴾ غیر تشریعی نبوت

3﴾ ظلی بروزی نبوت

وہ کہتے ہیں کہ پہلی دو قسم کی نبوت بند ہے اور صرف تیسری قسم کی نبوت جاری ہے۔

۱) قول فیصل صفحہ۴ تالیف مرزا بشیر الدین محمود

۲) مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت صفحہ۳۱ تالیف مرزا بشیر احمد ایم۔اے

۳) مباحثہ راولپنڈی صفحہ۱۷۵)

ظلی بروزی نبوت کا مطلب قادیانیوں کے نزدیک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنے سے نبی بن سکتے ہیں، نبوت مل سکتی ہے بالفاظ دیگر ان کے نزدیک نبوت وہبی نہیں بلکہ کسبی ہے۔ اس تمہید کے بعد ہمارے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اگر بالفرض مذکورہ آیت سے نبوت کا اجراء قادیانی مانتے ہیں تو پھر تینوں قسم کی نبوت جاری ہوتی ہے۔ اس آیت میں یہ ذکر نہیں کہ پہلی دو قسم کی نبوت بند اور تیسری قسم کی نبوت جاری ہے۔ بلکہ پورے قرآن میں کسی جگہ بھی حضور علیہ السلام کے بعد اطاعت سے نبوت کا اور خاص ظلی بروزی نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین''

آیت نمبر 16: وما قتلوہ یقینا بل رفعه الله الیه (النساء ۱۵۸)

صحیح ترجمہ: اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔

قادیانی تحریف: اور انہوں نے ہرگز اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنے حضور رفعت بخشی۔ (تفسیر صغیر ص ۱۳۶)

تجزیہ:

جواب نمبر 1﴾ قادیانیوں کے پہلے سربراہ حکیم مولوی نورالدین نے (جو کہ مرزا محمود کا استاد اور سسر بھی تھا) اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

''بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ (فصل الخطاب حاشیہ صفحہ ۳۱۴)

قادیانیوں سے ہمارا سوال ہے کہ اگر مرزا محمود کا مزعومہ ترجمہ صحیح ہے تو پھر انہیں حکیم نورالدین کے ترجمہ کو غلط قرار دینا چاہیے۔ اگر حکیم نورالدین نے صحیح ترجمہ کیا ہے (اور یقیناً صحیح کیا ہے) تو پھر مرزا محمود کا تحریر کردہ ترجمہ غلط ہے۔ دونوں ترجمے صحیح نہیں ہو سکتے۔

جواب نمبر 2﴾ ہم پورے یقین سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام امت مسلمہ میں سے کسی معتمد علیہ مفسر و مجدد نے رفع سے رفع درجات یا روحانی رفع مراد نہیں لیا۔ بلکہ بالاتفاق سب نے اسی جسم عنصری سے آسمانوں پر اٹھایا جانا مراد لیا ہے۔

جواب نمبر 3﴾ اس آیت میں چار ضمیریں آئی ہیں وما قتلوہ ، وما صلبوہ ، وما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه ، پہلی تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق جسد مع الروح ہے۔ کیونکہ صلیب یا قتل صرف جسم کا ہی ہو سکتا ہے، روح کا نہیں تو لامحالہ بل رفعه الله الیه کی چوتھی ضمیر کا مرجع بھی جسم مع الروح ہی ہوگا۔ صرف روح مرجع نہیں بن سکتی نیز و کان الله

عزیزا حکیما کا قوی قرینہ بھی رفع جسمانی مراد ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اگر رفع جسمانی مراد نہ لیا جائے تو کان اللّٰہ عزیزا حکیما کا زائد ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ کلام الٰہی میں کوئی جملہ زائد از ضرورت نہیں ہے۔

آیت نمبر 17: وان من اھل الکتاب الالیؤمننّ بہٖ قبل موتہٖ (النساء۱۵۹)

صحیح ترجمہ: اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔

قادیانی تحریف: اہل کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس (واقعہ) پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاتا رہے۔ (تفسیر صغیر ص۱۳۶)

تجزیہ: مرزا محمد نے "بــــــہ" کی ضمیر کا مرجع واقعہ صلیب کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیے جانے پر اپنی اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ اور اپنے نظریہ کی تائید میں قبل موتھم کی قراءت سے استدلال کیا ہے جو کہ صراحتاً باطل ہے۔ واضح رہے کہ آیت ہذا کے تحت تقریباً تمام معتبر تفاسیر میں لکھا ہے کہ قبل موتہٖ کی قراءت راجح ہے اور قبل موتھم کی قراءت مرجوح شاذ ہے اس لئے قبل موتھم کی قراءت سے قادیانیوں کا استدلال باطل ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ بہٖ کی ضمیر کا مرجع واقعہ صلیب کو قرار دینا سیاق و سباق اور اصول تفسیر کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

یہاں پر دونوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

آیت نمبر 18: وما المسیح ابن مریم الارسول قد خلت من قبله الرسل (المائدہ۷۵)

صحیح ترجمہ: مسیح ابن مریم تو صرف (خدا) کے پیغمبر تھے۔ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے۔

قادیانی تحریف: مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھا۔اس سے پہلے رسول (بھی) فوت ہو چکے ہیں۔ (تفسیر صغیر ص۱۵۵)

تجزیہ: مذکورہ آیت کے ٹکڑے "قد خلت من قبله الرسل" کے ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے۔پہلے بھی کئی بار گذر چکا ہے کہ قد خلت کا معنٰی قد ماتت کرنا عربی زبان کے محاورہ کے خلاف ہے اور خالص تحریف ہے۔

آیت نمبر 19: واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی (المائدہ۱۱۰)

صحیح ترجمہ: اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا۔

قادیانی تحریف: اور جب کہ تو میرے حکم سے طینی خصلت رکھنے والے (افراد میں) سے پرندہ کے پیدا کرنے کی طرح مخلوق پیدا کرتا تھا۔ (تفسیر صغیر ص۱۶۰)

تجزیہ: آیت مذکورہ میں صاف لکھا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام بطور معجزہ مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ تعالٰی کے حکم سے اڑنے لگتے تھے جبکہ مرزا محمود نے طینی خصلت رکھنے والے افراد مراد لئے ہیں جو کہ سراسر تحریف ہے۔

آیت نمبر20: فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شیءٍ شهید . (المائدہ ۱۱۷)

صحیح ترجمہ: جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔

قادیانی تحریف: مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگران تھا (میں نہ تھا) تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (تفسیر صغیر ص۱۶۳)

تجزیہ: آیت کے مذکورہ جزو کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

''جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے''

مرزا محمود نے جو ترجمہ کیا ہے وہ خودساختہ ہے اور قرآن مجید کے معنٰی میں تحریف پر مبنی ہے۔ کسی مفسر و مجدد نے اس آیت سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے عدم رفع و عدم نزول پر استدلال نہیں کیا۔ ''**ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین**''

قادیانی ''**فلما توفیتنی**'' سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کے جواب میں مختصر بحث لکھی جاتی ہے۔

جواب نمبر 1: ''**فلما توفیتنی**'' سے ''**فلما قبضتنی ورفعتنی**'' مراد ہے۔ معتمد علیہ تفاسیر سے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1) **(فلما توفیتنی) والمراد منه وفاة الروح الی السماء من قوله انی متوفیک ورافعک الی** (تفسیر کبیر جلد۱۲ صفحہ۱۴۴)

2) **(فلما توفیتنی) أی قبضتنی بالرفع الی السماء کمال یقال توفیت المال اذا قبضته وروی هذا عن الحسن وعلیه الجمهور.**

وعن الجبائی ان المعنی امتنی وادعیٰ ان رفعه علیه السلام الی السماء کان بعد موته والیه ذهب النصاریٰ وقد مرالکلام فی ذلک

(روح المعانی جلد۷صفحہ۶۹)

3) (فلما توفیتنی)یعنی قبضتنی و رفعتنی الیک والتوفی اخذالشئ وافیا والموت نوع منه قال اللّٰه تعالیٰ اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها (المظہری جلد۳صفحہ۲۲۸)

4) (فلماتوفیتنی)قبضتنی بالرفع الی السماء (جلالین)

اگرکسی مفسر نے قادیانیوں کی تائید کی ہے۔تو ثابت کریں۔

ها تو ا برهانکم ان کنتم صادقین

جواب نمبر2: آیات مذکورہ میں "توفی" سے "رفع الی السماء" مراد لینے پراس آیت میں "کنت علیهم شهیداما دمت فیهم" کا قرینہ موجود ہے۔یہ الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرکوئی ایسادوربھی آنا چاہیے کہ وہ زندہ تو ہوں لیکن اپنی قوم میں موجود نہ ہوں اوروہ دور "رفع الی السماء" کادور ہے۔

"ما دمت فیهم" کی اس کےعلاوہ تفسیرممکن ہی نہیں۔سورۂ مریم میں "وجعلنی مبارکاً اینما کنت" جوفرمایا گیاہےوہ بھی "ما دمت فیهم" کےمفہوم میں ہے۔

جواب نمبر3: قرآن مجید میں کسی جگہ حیات اور"توفی" کا تقابل نہیں کیا گیا بلکہ اس کے برعکس موت وحیات کا تقابل ہے مثلاً

۱۔ الذی خلق الموت والحیات (الملک۲)

۲۔ وتخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی (آل عمران ۲۷)

۳۔ لا یموت فیها ولا یحیٰ (طٰہٰ۷۴)

۴۔ یحییکم ثم یمیتکم (البقرہ ۲۸)

۵۔ یحی ویمیت (التوبہ ۱۱۷)

قرآن مجید میں کسی جگہ حیات اور توفی کا تقابل نہیں کیا گیا۔ اگر ہے تو ثابت کریں توفی کا معنیٰ اگر موت ہے تو اس آیت کا کیا ترجمہ ہوگا حتیٰ "یتوفٰھنّ الموت" (النساء ۱۵)

سوال نمبر 1: صحیح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے بعض امتیوں کو بلاؤں گا تو فرشتے روک دیں گیا اور کہیں گے کہ آپ کو کیا پتہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کیے تو میں عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے مشابہ کلام کروں گا "**و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**" اور حضور ﷺ پر موت وارد ہوئی تھی، اس طرح ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی موت آچکی ہے کیونکہ لفظ "توفی" کی نسبت دونوں پیغمبروں کی طرف ہے۔

جواب نمبر 1: حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میں بعینہ عیسیٰ علیہ السلام والا کلام کروں گا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ میرا کلام عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کے مشابہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے الفاظ یہ ہیں "**فاقول کما قال العبد الصالح**"

حضور علیہ السلام نے اپنے قول کو عیسیٰ علیہ السلام کے قول سے تشبیہ دی ہے۔ اپنی "توفی" کو عیسیٰ علیہ السلام کی توفی سے تشبیہ نہیں دی۔ اور تشبیہ کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ جدا جدا ہوتے ہیں جیسا کہ علم بلاغۃ کی کتب میں لکھا ہے مرزا قادیانی بھی اسے مانتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

مماثلت ہمیشہ من وجہ مغائرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۶۳ رخ ص ۱۹۲ ج ۱۷)

اس تفصیل سے معلوم یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ''توفی'' اور نوعیت کی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کی ''توفی'' اور نوعیت کی ہے۔

جواب نمبر 2: اصل ضابطہ یہ ہے کہ نسبت کے بدل جانے سے معنی بدل جاتے ہیں جیسے لفظ صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو رحمت بھیجنا مراد ہوتا ہے۔ بندوں کی طرف ہو تو طلب رحمت مراد ہے۔اسی طرح اس آیت میں نفس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی ہے۔ ''**تعلیم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک**'' اگر کوئی نادان اللہ تعالیٰ کے نفس اور عیسیٰ علیہ السلام کے نفس کو ایک قرار دے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ایسے ہی لفظ توفی کی نسبت عیسیٰ علیہ اسلام کی طرف ہوگی تو اور معنی مراد ہوگا۔ حضور علیہ السلام کی طرف نسبت ہوگی تو اور معنی مراد ہوگا۔

مرزا قادیانی کا ایک خودساختہ قاعدہ:

علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۵ روحانی خزائن صفحہ ۱۶۲ جلد ۱۷)

قادیانی اس قاعدہ پر بڑے چیلنج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قاعدہ کو غلط ثابت کرنے والے کو انعام دیا جائے گا اور جھوٹ بولتے ہیں کہ کسی عالم نے ہمارا اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔

علماء کرام نے لفظ توفی پر بڑی جاندار اور شاندار بحثیں کی ہیں جو کہ احتساب قادیانیت مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کی متعدد جلدوں میں طبع شدہ ہیں۔ قارئین کرام کی تسلی کے لئے چند مختصر جواب لکھے جاتے ہیں۔

جواب نمبر 1: یہ قاعدہ مرزا قادیانی کا خودساختہ ہے علم نحوتو کیا، کسی علم کی کسی معتبر کتاب میں یہ قاعدہ نہیں لکھا۔ اگر کوئی قادیانی لغت یا نحو وغیرہ کی کسی کتاب سے قاعدہ مذکورہ ثابت کردے تو اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

جواب نمبر 2: مرزائیوں کا یہ دعویٰ کہ جب اللہ تعالیٰ فاعل اور انسان مفعول بہ ہو توفی کا معنی موت کے علاوہ ممکن ہی نہیں۔ ان کا یہ دعویٰ قرآن وحدیث کی نصوص کی رو سے باطل ہے۔ چند نصوص ملاحظہ فرمائیں۔

1) وهو الذی یتوفٰکم بالیل و یعلم ماجر حتم بالنهار (الانعام ٦٠)

2) ثم توفّٰی کل نفسٍ بما کسبت وهم لا یظلمون (البقره ٢٨١)

٣) وُفِّیَت کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون (آل عمران ٢٥)

4) و توفّٰی کل نفس ماعملت و هم لا یظلمون (النمل ١١١)

5) عن ابن عمرؓ .... واذا رمی الجمار لایدری احد ماله حتی یتو فاه اللّٰه یوم القیامة (رواه البزاز والطبرانی و ابن حبان واللفظ له)

(الترغیب والترھیب جلد٢ صفحہ٢٠٥)

ان تمام نصوص میں مرزا قادیانی کی عائد کردہ شرائط موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فاعل ہیں۔ انسان مفعول بہ ہے لیکن معنی موت نہیں ہے۔

جواب نمبر 3: مرزا قادیانی کا یہ خودساختہ قاعدہ اس کی تحریروں سے باطل ہورہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

1) انی متوفیک ورافعک الیّ .... میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی

طرف اٹھاؤں گا۔

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۰ روحانی خزائن صفحہ ۶۲۰ جلد۱)

2) براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی ''یا عیسیٰ انی متوفیک'' جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے۔اس کے اس وقت خوب معنے کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ (سراج منیر صفحہ ۲۱ روحانی خزائن صفحہ ۲۳ جلد۱۲)

جادو وہ جو سر چڑھ بولے:

مرزا قادیانی کی یہ ابوالعجبی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کے باوجود اپنی کتابوں میں متعدد مقامات پر عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا اقرار کر گیا ہے۔چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ نمبر 1: **ھوا لذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا............حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۹)

حوالہ نمبر 2: عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا ......

یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۵ روحانی خزائن صفحہ ۶۰۱ جلد ۱)

حوالہ نمبر 3: اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانے میں آنے کی قرآن شریف میں پیشین گوئی موجود ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۵ روحانی خزائن صفحہ ۴۶۴ ج ۵)

حوالہ نمبر 4: صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔

(ازالہ اوہام ص ۸۱ روحانی خزائن صفحہ ۱۴۲ جلد ۳)

نوٹ:

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم، باب خروج الدجال میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے غلط حوالہ دیا ہے۔

حوالہ نمبر 5: الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه ولا یاخذ شیئا من الارض ما لهم لا یشعرون .

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰۹، روحانی خزائن ص ۴۰۹، ج ۵)

قادیانی چونکہ "ختم الله علیٰ قلوبهم و علیٰ سمعهم و علیٰ ابصارهم غشاوة" کا مصداق بن چکے ہیں۔ اس لئے وہ سب کچھ جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔

آیت نمبر 21: والذین یؤمنون بالاٰخرۃ یومنون بہ وھم علی صلاتھم یحافظون (الانعام۹۲)

صحیح ترجمہ: اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

قادیانی تحریف: اور جو لوگ پیچھے آنے والی (موعود باتوں) پر ایمان لاتے ہیں وہ اس کتاب (یعنی قرآن) پر (بھی) ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ۱۷۶)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں آخرت کا معنٰی قیامت ہے جبکہ مرزا نے اس کا معنٰی پیچھے آنے والی موعود باتیں کیا ہے جو صراحۃً تحریف ہے اور لغت عرب اور آئمہ مفسرین کی بے شمار تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

مرزائی قیامت تک اس دعوٰی کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے۔

آیت نمبر 22: ولقد خلقنکم ثم صوّرنکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس لم یکن من السّٰجدین. (الاعراف۱۱)

صحیح ترجمہ: اور ہم نے تم کو (ابتدا میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو۔ تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس، کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

قادیانی تحریف: اور ہم نے تمہیں (پہلے مبہم شکل میں) پیدا کیا تھا۔ جس کے بعد تم کو (تمہارے مناسب حال) صورتیں بخشیں تھیں۔ پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کی اطاعت

کرو۔ اس پر فرشتوں نے تو (آدم کی) اطاعت کی مگر ابلیس (نے نہ کی) وہ اطاعت گذاروں میں سے نہیں بنا۔ (تفسیر صغیر ص ۱۸۹)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں مرزا محمود نے سجدہ کا معنیٰ اطاعت کرنا کیا جبکہ اس کا حقیقی معنیٰ ہے سجدہ کرنا۔ مرزا کے تحریر کردہ معنیٰ کے باطل ہونے پر پہلے پارہ میں (البقرہ ۳۴) کے تحت بحث گذر چکی ہے۔

آیت نمبر 23: وانزلنا علیھم المنّ والسلوٰی (الاعراف ۱۶۰)

صحیح ترجمہ: اور ہم ان پر من وسلوٰی اتارتے رہے۔

قادیانی تحریف: اور ہم نے ان کے لئے ترنجبین اور بٹیر پیدا کئے۔

تجزیہ: مرزا محمود کا بیان کردہ معنیٰ، انکار معجزات کی ایک کڑی ہے۔ ''انزلنا'' کا ترجمہ ''خلقنا'' کے ساتھ کرنا مرزائی تحریفات کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ کسی معتبر مفسر و مجدد سے یہ معنیٰ ثابت نہیں ہے۔

آیت نمبر 24: الا تنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار الخ (التوبہ ۳۹)

صحیح ترجمہ: اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو خدا ان کا مددگار ہے۔ (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھر سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکرؓ تھے) دوسرے (خود رسول اللّٰہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔

قادیانی تحریف: اگر تم اس رسول کی مدد نہ کرو تو (یاد رکھو کہ) اللّٰہ اس کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے جبکہ اسے کافروں نے دو میں سے ایک کی صورت میں نکال دیا تھا۔ جبکہ وہ

دونوں غار میں تھے۔ (تفسیر صغیر ص ۲۳۹)

تجزیہ: مرزا محمود نے "اذا اخرجه الذین کفروا" کا ترجمہ غلط کیا ہے اور ایسا ترجمہ کیا ہے جو کہ قطعاً نا قابل فہم ہے۔ اس لئے اس کی کما حقہ تردید ممکن نہیں ہے۔

آیت نمبر 25: رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع علٰی قلوبھم فھم لا یفقھون . (التوبہ ۸۷)

صحیح ترجمہ: یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھے) رہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔

قادیانی تحریف: وہ اس بات سے خوش ہیں کہ پیچھے بیٹھے رہنے والے قبائل میں شامل ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے۔ پس وہ (اپنے بد اعمال کی وجہ سے) سمجھتے نہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ نمبر ۲۴۶)

تجزیہ: امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ خوالف کے مفہوم میں دو قول ہیں:۔

1. خوالف سے مراد عورتیں ہیں جو کہ گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں۔
2. خوالف سے پیچھے رہ جانے والے لوگ یا جماعتیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "**والقول الاوّل اولٰی لانہ ادل علی القلة والذلة قال المفسّرون : وکان یصعب علی المنافقین تشبیھھم بالخوالف .**"

ترجمہ: اور پہلا قول راجح ہے کیونکہ وہ (پیچھے رہ جانے والوں کی) قلت اور ذلت کو ظاہر کرتا ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ منافقین کو عورتوں سے تشبیہ دینا ان پر شاق گزرتا تھا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرزا محمود نے اپنے ترجمہ میں خوالف کا ترجمہ قبائل کر کے مرجوح قول کو ترجیح دی ہے۔

آیت نمبر 26: وامراته قائمة فضحکت فبشرنٰها باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب (سورہ ھود ا۷)

صحیح ترجمہ: اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس کھڑی تھی) ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔

قادیانی تحریف: اور اس کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اس پر وہ بھی گھبرائی تب ہم نے اس کی تسلی کیلئے اس کو اسحٰق اور اسحٰق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ (تفسیر صغیر ص ۲۸۱)

تجزیہ: مرزا محمود نے مذکورہ آیت کے حاشیہ میں لکھا ہے "قرآن مجید میں ضحکت کے الفاظ ہیں بعض نے اس کے معنٰی حیض آنے کے کیے ہیں مگر یہ بے جوڑ معنٰی ہیں۔ ضحکت کے معنٰی عربی میں گھبرا جانے کے بھی ہیں (اقرب) اور یہی معنٰی ہم نے یہاں کیے ہیں"۔

حقیقت یہ ہے کہ ضحکت کے مفہوم میں دو قول ہیں:

1. حضرت سارہ علیہا السلام مسکرائیں۔
2. ان کو اسی وقت حیض آ گیا تا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ اگر بڑھاپے میں حیض آ سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے سکتے ہیں۔ "وھو علی کل شیٔ قدیر"

امام رازیؒ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لکھا ہے:

"واعلم ان ھذہ الوجوہ کلھا زوائد وانما الوجہ الصحیح ھو الاوّل" (تفسیر کبیر جلد نمبر ۱۷ ص ۲۸)

اسی طرح امام راغب اصفہانی نے بھی حیض آنے والے قول کو مسترد کیا ہے دیکھئے مفردات القرآن ص ۲۹۴ مطبوعہ مصطفٰی البابی الحلبی مصر) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فضحکت کا معنی

گھبرانااس آیت میں مراد لینا غلط ہے۔

آیت نمبر 27: فلما رأینهٗ اکبرنهٗ وقطّعن ایدیهن (سورہ یوسف ۳۲)

صحیح ترجمہ: جب عورتوں نے ان کو دیکھا تو ان کا رعب (حسن) ان پر (ایسا) چھا گیا کہ (پھل تراشتے تراشتے) اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

قادیانی تحریف: پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو اسے (بہت) بڑی شان کا انسان پایا اور (اسے دیکھ کر حیرت سے) اپنے ہاتھ کاٹے (یعنی انگلیاں دانتوں میں دبالیں از حاشیہ)

تجزیہ: "قطعن ایدیهن" کا درست ترجمہ ہے ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اس ترجمہ کی تائید وتوثیق کے لئے درج ذیل عبارات بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

1﴾ **(وقطعن ایدیهن) بالسکا کین التی کانت معهن وهن یحسبن انهن تقطعن الاترج ولم یجد ن الالم لشغل قلوبهن بیوسف قال مجاهد فما احسسن الا بالدم قال قتاده ابنّ ایدیهن حتی القینها والا صح انه کان قطعا بلا ابانة وقال وهب ماتت جماعة منهن** (التفسیر المظہری ج۵ص۲۷)

2﴾ **(وقطعن ایدیهن) بالسکا کین ولم یشعرن بالأ لم لشغل قلبهن بیوسف** (تفسیر جلالین)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرزا محمود کا قطعن ایدیھن سے انگلیاں دانتوں میں دبانا مراد لینا، باطل تاویل کے سوا اور کچھ نہیں۔ واضح رہے کہ مذکورہ جزو کا سیاق وسباق اور چھری کا خصوصی طور پر ذکر کیا جانا بھی ہمارا مؤید اور قادیانیوں کی تردید کیلئے ایک اہم دلیل ہے۔

آیت نمبر 28: فلما ان جاء البشیر القٰه علی وجہِہٖ فارتدّ بصیراً

(سورہ یوسف ۹۶)

درست ترجمہ: جب خوشخبری دینے والا آپہنچا تو کرتہ یعقوب کے منہ پر ڈال دیا اور وہ بینا ہو گئے

قادیانی تحریف: پس جونہی کہ (یوسف کے مل جانے کی) بشارت دینے والا (شخص حضرت یعقوب کے پاس آیا۔اس نے اس (کرتے) کو اس کے سامنے رکھ دیا جس پر وہ ساری بات سمجھ گیا۔ (تفسیر صغیر ص ۳۰۴)

تجزیہ: ہمارے معنٰی کی تائید میں معروف مفسر امام رازیؒ لکھتے ہیں:

(القاہ علی وجھہ) ای طرح البشیر القمیص علی وجہ یعقوب أو یقال القاہ یعقوب علی وجہ نفسہ (فارتد بصیرا) ای رجع بصیرا

(تفسیر کبیر جلد ۱۸ ص ۲۱۳)

ترجمہ: بشارت دینے والے شخص نے قمیص حضرت یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دی یا یہ کہا جائے کہ حضرت یعقوب نے قمیص خود اپنے چہرے پر ڈالی اور وہ بینا ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ مرزا محمود نے خود ساختہ معنٰی کیا ہے تاکہ اس معجزہ کا اقرار نہ کرنا پڑے۔ قادیانیوں کو ہمارا چیلنج ہے کہ کسی عربی لغت سے ''فارتد بصیرا'' کا یہ معنٰی ثابت کریں جو مرزا محمود نے کیا ہے یعنی ''وہ ساری بات سمجھ گیا''

آیت نمبر 29: فلما بلغا مجمع بینھما نسیا حوتھما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا

(الکھف ۶۱)

درست ترجمہ: ان کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے دریا

میں سرنگ کی طرح اپنا رستہ بنالیا۔

قادیانی تحریف: پس جب وہ (دونوں) ان (دونوں سمندروں) کے باہم ملنے کی جگہ پر (یعنی قرب زمانہ نبوی تک) پہنچے تو وہ اپنی مچھلی (وہاں) بھول گئے جس پر اس (مچھلی) نے تیزی سے بھاگتے ہوئے سمندر میں اپنی راہ لی۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۳۷۵)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں "**مجمع بینهما**" کے معنی میں تبدیلی کی گئی ہے۔ مرزا نے صحیح معنی لکھنے کے بعد بریکٹ ( ) میں محرف معنی لکھ دیا ہے۔

آیت نمبر 30: فاشارت الیہ قالو اکیف نکلّم من کان فی المهد صبیّا

(سورہ مریم ۲۹)

درست ترجمہ: تو مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا؟ وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے کیوں کر بات کریں۔

قادیانی تحریف: اس پر اس نے اس (بچہ) کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم اس سے کس طرح باتیں کریں جو کہ (کل تک) پنگھوڑے میں بیٹھنے والا بچہ تھا۔

(تفسیر صغیر صفحہ ۳۸۶)

تجزیہ: مرزا محمود نے "**قالوا کیف نکلّم من کان فی المهد صبیّا**" کا غلط ترجمہ کیا ہے تا کہ معجزانہ طور پر ماں کی گود میں عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا اقرار نہ کرنا پڑے۔

آیت نمبر 31: یتخافتون بینهم ان لبثتُم الا عشرا (سورۃ طٰہٰ ۱۰۳)

درست ترجمہ: (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔

قادیانی تحریف: وہ آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے کہ تم تو صرف دس (صدیاں اس دنیا میں حاکم) رہے ہو۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۴۰۴)

تجزیہ: مذکورہ آیت کے آخری جزو کے ترجمہ میں مرزا محمود نے تحریف کی ہے اور خود ساختہ ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ اس لحاظ سے مضحکہ خیز ہے کہ دس صدیاں کون سی ہیں؟ دنیا کی عمر تو ہزاروں سال ہے صرف دس صدیوں کی تخصیص کیوں اور کس بنیاد پر؟

آیت نمبر 32: یومئذ یتبعون لا عوج له (طٰہٰ ۱۰۸)

درست ترجمہ: اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔

قادیانی تحریف: اس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چل پڑیں گے جس کی تعلیم میں کوئی کجی نہ ہوگی۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۴۰۵)

تجزیہ: آیت مذکورہ کے آخری جزو "لاعوج لہ" کے ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے۔ اس کا صحیح مفہوم یہ ہے "لا عوج لہ ، ای لا یعدل عن احد بد عائہ بل یحشر الکل" (تفسیر کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸)

یعنی کوئی شخص اس پکارنے والے کی پکار سے پیچھے نہ رہے گا بلکہ تمام جمع ہو جائیں گے۔

آیت نمبر 33: فاکلا منها فبدت لهما سواٰتهما وطفقا یخصفن علیهما من ورق الجنة (طٰہٰ ۱۲۱)

درست ترجمہ: تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھالیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے۔

قادیانی تحریف: پس ان دونوں نے (یعنی آدم اوراس کے ساتھیوں نے) اس درخت میں سے کچھ کھایا (یعنی اس کا مزہ چکھا) جس پران دونوں کی کمزوریاں ان پر کھل گئیں اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کی زینت کے سامان (یعنی اعمال نیک) لپیٹنے لگ گئے۔

تجزیہ: مرزانے اس آیت کے ترجمہ میں تین تحریفیں کیں۔

1 ''فا کلا تثنیہ'' کا صیغہ ہے لیکن اس نے اس کا فاعل جمع قرار دیا'' آدم اوراس کے ساتھیوں نے'' حالانکہ فا کلا کا فاعل صرف دو ہیں یعنی حضرت آدمؑ وحواؑ۔

2 "سوآتهما" کا ترجمہ کیا'' کمزوریاں'' حالانکہ درست ترجمہ'' شرمگاہیں'' ہے

3 "ورق الجنة" کا درست ترجمہ ہے جنت کے درخت کے پتے لیکن اس نے ترجمہ کیا جنت کی زینت کے سامان یعنی اعمال نیک۔

مرزا کے تینوں ترجمے غلط اور لغت اور ائمہ تفسیر کی تصریحات کے خلاف ہیں۔

آیت نمبر 34: وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مّت فهم الخٰلدون. (الانبیاء۳۵)

درست ترجمہ: اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا بھلا اگر تم مرجاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

قادیانی ترجمہ: اور ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی عمر نہیں بخشی کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۴۱۳)

تجزیہ: مرزا محمود کا یہ ترجمہ، مرزا غلام احمد قادیانی کے ترجمہ کے معارض ہے وہ یوں ترجمہ کرتا ہے:'' ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک حالت پر رہنے والا نہیں بنایا۔

پس کیا اگر تو مر گیا تو یہ لوگ باقی رہ جائیں گے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۰۶، ۶۰۷ رخ ص ۴۲۷ ج ۳)

مرزا محمود نے خلد کا ترجمہ ”غیر طبعی عمر“ میں مغالطہ دینے کیلئے کیا ہے تا کہ بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی جا سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی انسان نے ہمیشہ نہیں رہنا۔ آخر کار اس نے مرنا ہے۔ اس آیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول سے کیا تعلق ہے؟ کوئی مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کے ہمیشہ زندہ رہنے کا اور ان پر موت نہ آنے کا قائل نہیں ہے۔ اس لئے قادیانیوں کا اس آیت سے دلیل پکڑنا باطل ہے۔

آیت نمبر 35: وداؤد و سلیمان اذیحکمن فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم (الانبیاء ۷۸)

درست ترجمہ: اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصل کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئیں (اور اسے روند گئیں) تھیں۔

قادیانی تحریف: اور (یاد کر) داؤد کو بھی اور سلیمان کو بھی جبکہ وہ دونوں ایک کھیتی کے جھگڑے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ اس وقت جبکہ ایک قول کے عامی لوگ اس کو کھا گئے تھے۔ (یعنی تباہ کر گئے تھے۔

تجزیہ: مرزا محمود نے غنم کا ترجمہ کیا ”ایک قوم کے عامی لوگ“ جبکہ اس کا درست ترجمہ ہے بکریاں۔ مرزا محمود کا تحریر کردہ ترجمہ کسی مستند لغت اور کسی معتبر تفسیر سے ثابت نہیں ہے۔

”ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین “

آیت نمبر 36: ومن الشیطین من یغو صون له ویعملون عملا دون ذلک (الانبیاء۸۲)

درست ترجمہ: اور دیووں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا کہ ان) میں سے بعض ان کے لئے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے۔

قادیانی تحریف: اور کچھ سرکش لوگ ایسے تھے جو اس کے لئے سمندروں میں غوطے لگاتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے۔ (تفسیر صغیر ص۴۱۸)

تجزیہ: شیطان کا معنیٰ ''سرکش لوگ'' اگرچہ لغوی اعتبار سے درست ہے لیکن زیرِ نظر آیت میں سرکش لوگ مراد نہیں لئے جاسکتے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ شیاطین جیسی غیر مرئی اور غیر معمولی طاقت رکھنے والی مخلوق، اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دی اس میں دوسری قدرت الٰہی یہ ہے کہ شیاطین ناری مخلوق ہے لیکن وہ سمندر میں غوطے لگاتی تھی اور ان کو پانی سے کوئی نقصان نہ پہنچتا تھا۔

(ملاحظہ تفسیر الکبیر جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۲۰۲، روح المعانی جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۱۰۹)

آیت نمبر 37: وانّ السّاعة اتیة لا ریب فیها الآیه (الحج۷)

درست ترجمہ: اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

قادیانی تحریف: اور ہر چیز کے لئے جو وقت مقرر ہے وہ ضرور آ کر رہے گا۔

(تفسیر صغیر ص۴۴۳)

تجزیہ: ساعۃ کا اطلاق اگرچہ ہر چیز کی انتہا اور موت پر بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر الساعۃ سے وقت مقرر مراد نہیں بلکہ قیامت مراد ہے اور آیت مذکورہ کا آخری جز ''وان اللّٰہ

یبعث من فی القبور " اس پر دال ہے۔تمام مفسرین نے یہاں پر الساعۃ سے قیامت ہی مراد لی ہے۔بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

1﴾ (وان الساعة) يعنی ساعة انقراض الدنيا (اٰتية لا ريب فيها) فان التغير من مقدمات الانصرام (وان اللّٰه يبعث من فی القبور) بمقتضى وعده الذی لا يحتمل الخلف . (تفسیر مظہری جلد نمبر۶ صفحہ ۲۵۶)

2﴾ (وان الساعة اٰتية) أی فيما سيأتی والتعبير بذلک دون الفصل للدلالة علی تحقق ايتا نها وتقرره البتة لا قتضاء الحكمة اياه لا محالة وقوله تعالیٰ (لا ريب فيها) اما خبر ثان لان أو حال من ضمير (الساعة) فی الخبر و معنٰی نفی الريب عنها فی ظهور أمرها ووضوح دلائلها بحيث ليس فيهامظنة أن ير تاب فی ايتانها . (روح المعانی جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۱۲۰)

آیت نمبر 38: ولقد خلقنا فوتكم سبع طرائق وما كنّا عن الخلق غٰفلين (المؤمنون ۱۷)

درست ترجمہ: اور ہم نے تمہارے اوپر (کی جانب) سات آسمان پیدا کئے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں۔

قادیانی تحریف: اور ہم نے تمہارے اوپر (کے درجات کے لئے) سات (روحانی) راستے بنائے ہیں اور ہم (اپنی) مخلوق سے غافل نہیں رہے۔ (تفسیر صغیر ص ۴۳۵)

تجزیہ: "سبع طرائق" سے مراد سات آسمان ہیں۔ (تفسیر جلالین)
سات روحانی راستے مراد نہیں ہیں۔مستزاد برآں یہ ہے کہ حواشی میں یہ وضاحت نہیں کی کہ روحانیت کے وہ سات راستے کون کون سے ہیں؟ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا محمود نے سبع

طرائق کے ترجمہ میں تحریف کی ہے اور وہ بھی ادھوری۔

آیت نمبر 39: وقل ربّ اعوذبک من همزات الشیطین . واعوذبک رب ان یحضرون . (المؤمنون ۹۷،۹۸)

درست ترجمہ: اور کہو کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آموجود ہوں۔

قادیانی تحریف: اور تو کہہ دے اے میرے رب میں سرکش لوگوں کی۔ شرارتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے (بھی) کہ وہ میرے سامنے آئیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۴۴۲)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں ''شیاطین'' کے معنیٰ میں تحریف کرتے ہوئے اس کا ترجمہ ''سرکش لوگ'' کیا گیا ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ زیرنظر آیت میں شیاطین سے شیاطین ہی مراد ہیں۔ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی رقم طراز ہیں۔ **''الھمز شدة الدفع یعنی من دفع الشیاطین بالاغواء والوساوس الی المعاصِیْ (واعوذبک رب ان یحضرون) ای یحضرونی فی شئ من امور فی الصلوٰة وغیر ھا فانه اذا حضر وسوس** (تفسیر مظہری جلد نمبر ۶ صفحہ ۴۰۰)

آیت نمبر 40: وقال الظلمون ان تبتعون الا رجلا مسحورا (الفرقان ۸)

درست ترجمہ: اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادوزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔

قادیانی تحریف: اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جس کو

کھانا کھلایا جاتا ہے۔ (تفسیر صغیر ص ۴۵۸)

تجزیہ: ''مسحورا'' کے دو معنیٰ ہیں، 1) جادو زدہ شخص 2) وہ شخص جسے کھانا کھلایا جاتا ہو۔ یعنی کفار نے یہ کہا کہ یہ ہماری طرح بشر ہے کھانا کھاتا ہے۔ اس مقام پر پہلا معنیٰ مراد ہے اور راجح ہے اور دوسرا قول مرجوح ہے۔ علامہ آلوسی نے لکھا ہے:

''**والاظهر التفسير الاوّل على ما في البحر**'' (روح المعانی جلد نمبر ۱۸، ص ۲۳۸)

آیت نمبر 41: قالو انما انت من المسحّرين . (الشعراء ۱۵۳)

درست ترجمہ: وہ کہنے لگے کہ تم جادو زدہ ہو۔

قادیانی تحریف: اس پر وہ (کافر) بولے تجھ کو صرف کھانا دیا جاتا ہے۔

(تفسیر صغیر ص ۴۷۷)

تجزیہ: الفرقان ۸ کے تحت گزر چکا ہے کہ سحر کا جو قادیانی ترجمہ کرتے ہیں وہ مرجوح قول پر مبنی ہے۔ آیت ہذا کے تحت بھی علامہ آلوسیؒ نے مرزا محمود کا نقل کردہ ترجمہ قیل کہہ کر ذکر کیا ہے۔ جو کہ مرجوح قول پر دلال کرتا ہے۔ (دیکھئے تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۱۹، ص ۱۱۳)

آیت نمبر 42: قالوا انما انت من المسحرين (الشعراء ۱۸۵)

اس آیت کے تحت بھی قادیانیوں نے مسحرین کے ترجمہ میں وہی تحریف کی ہے جو کہ الشعراء ۱۵۳ کے تحت ہے اور اس کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔

آیت نمبر 43: وهم بالآخرة هم يو قنون. (النمل ۳)

درست ترجمہ: اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

قادیانی تحریف: اور اخروی زندگی پر (اور بعد میں آنے والی موعود باتوں پر) یقین

رکھتے ہیں۔ (تفسیر صغیر ص ۴۸۳)

تجزیہ: مذکورہ عبارت میں مرزا محمود نے صحیح اور غلط ترجمہ دونوں اکٹھے کر دیے ہیں۔ اخرۃ کا درست ترجمہ ہے اخروی زندگی اور بعد میں آنے والی موعود باتیں غلط ترجمہ ہے۔ ہم پورے شرح صدر سے کہتے ہیں۔ مرزا محمود کا آخرت کا معنیٰ ''بعد میں آنے والی موعود باتیں'' تحریر کرنا سراسر تحریف ہی نہیں، عربی محاورہ کے بھی خلاف ہے۔

آیت نمبر 44: حتی اذا اتوا علی واد النمل قالت نملة یاَیّھا النمل ادخلوا مسٰکنکم . (النمل ۱۸)

درست ترجمہ: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔

قادیانی تحریف: یہاں تک کہ جب وہ وادی نملہ میں پہنچے تو نملہ قوم میں سے ایک شخص نے کہا اے نملہ قوم اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔

تجزیہ: یہاں لفظ ''نملہ'' سے چیونٹی مراد لینے کی بجائے مرزا محمود نے نملہ قوم مراد لی ہے۔ جس سے کوئی بھی مفسر اتفاق نہیں کرتا لہٰذا مرزا محمود کا نملہ قوم مراد لینا انتہا درجے کی تحریف ہے۔ نملہ کا ترجمہ چیونٹی کی بجائے نملہ قوم کیا تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ معجزہ تسلیم نہ کرنا پڑے۔

آیت نمبر 45: واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابة من الارض تکلمھم الخ (النمل ۸۲)

درست ترجمہ: اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کر دیگا۔

قادیانی ترجمہ: اور جب ان کی تباہی کی پیش گوئی پوری ہو جائے گی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا۔ (تفسیر صغیر ص ۴۹۴)

تجزیہ: حاشیہ میں مرزا محمود نے وضاحت کی کہ دابۃ الارض سے طاعون کا کیڑا امراد ہے حالانکہ یہ قول جہاں جمہور مفسرین کی تصریحات کے خلاف ہے وہاں مرزا محمود کے باپ مرزا قادیانی کی تحریرات کے بھی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام جلد نمبر۲ صفحہ ۲۰۹ روحانی خزائن صفحہ ۳۷۰ جلد نمبر۳ میں دابۃ الارض سے گروہ متکلمین مراد لیا ہے اور حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۶ روحانی خزائن صفحہ ۳۰۸ جلد نمبر۷ میں دابۃ الارض سے علمائے سو مراد لئے ہیں۔ مرزا محمود کی تحریف، مرزا قادیانی کی تحریف سے مختلف ہے۔

آیت نمبر 46: ومن جاء بالسیئۃ فکبّت وجوھھم فی النار الآیہ (النمل ۹۰)

درست ترجمہ: اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

قادیانی تحریف: اور جو لوگ بُرے عمل لے کر خدا کی خدمت میں حاضر ہوں گے ان کے سرداروں کو دوزخ میں اوندھا کر کے گرا دیا جائے گا۔ (صفحہ نمبر ۴۹۵)

تجزیہ: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شرک کرے گا وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ چہرے کا ذکر اس کے انسانی اعضاء میں سے افضل ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ مفسرین کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

1﴾ والمعنی انھم کبوا فیھا علی وجوھھم وألقوا فیھا وطرحوا علیھا یقال کببت الرجل اذا القیتہ لوجھہ فانکب وأکب وذکرت الوجوہ لانھا موضع اشرف من الحواس فغیر ھا اولی (فتح البیان جلد نمبر۷ صفحہ ۹۴)

﴾2﴿ (فكبت وجوههم في النار) أى كبوا فيها على وجوههم منكوسين فاسناد الكب الى الوجوه مجازى لانه يقال كبه وأكبه اذا نكسه وقيل يجوزأن يراد بالوجوه الانفس كما اريدت بالأ يدى فى قوله تعالىٰ ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة) أى فكبت انفسهم فى النار .

(روح المعانی جلد۲۰ صفحہ ۳۷،۳۸)

آیت نمبر 47: فخسفنا به وبداره الارض فما كان له من فئة ينصرونه من دون الله وما كان من المنتصرين . (القصص ۸۱)

درست ترجمہ: پس ہم نے قارون اور اسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوسکی اور نہ وہ بدلہ لے گا۔

قادیانی تحریف: پھر ہم نے اس کو اور اس کے قبیلہ کی مکروہات میں مبتلا کر دیا۔ اور کوئی جماعت ایسی نہ نکلی جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتی اور کسی تدبیر سے بھی وہ (اپنے دشمن سے) بچ نہ سکا۔ (تفسیر صغیر ۵۱۱)

تجزیہ: خسف کا معنٰی ہے "دھنس جانا" "کم ہونا" "پھاڑنا"، "دھنسا دینا" (المنجد) کسی لغت میں اس کا معنٰی یہ نہیں لکھا "مکروہات میں مبتلا کرنا" یہ معنٰی محض مرزا محمود کی اختراع اور تحریف ہے۔

آیت نمبر 48: لو لا ان من الله علينا لخسف بنا (القصص ۸۲)

درست ترجمہ: اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔

قادیانی تحریف: اگر ہم پر اللہ نے احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی مصیبتوں کا شکار کر دیتا۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۵۱۱)

تجزیہ: گزشتہ آیت میں خسف کا ترجمہ مرزا محمود نے مکروہات دنیا میں مبتلا کرنا لکھا تھا اور اس آیت میں ''مصیبتوں کا شکار کرنا'' لکھا ہے۔ یہ دونوں معانی خود ساختہ اور تحریف قرآن پر مبنی ہیں۔

آیت نمبر 49: ومنهم من اخذ ته الصيحة ومنهم من خسفنا به الأرض
(العنکبوت ۴۰)

درست ترجمہ: اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔

قادیانی تحریف: اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو کسی اور سخت عذاب نے پکڑ لیا اور کوئی ایسا تھا کہ ہم نے اس کو ملک میں ذلیل کر دیا۔ (تفسیر صغیر ص ۵۲۰)

تجزیہ: مرزا محمود نے "ومنهم من خسفنا به الارض" کے ترجمہ میں تحریف کی ہے اور غلط ترجمہ کیا ہے جس کو لغت عرب اور آئمہ مفسرین کی تصریحات کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

آیت نمبر 50: يجبال او بى معه والطير (سبا ۱۰)

درست ترجمہ: اے پہاڑو ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو (ان کا مسخر کر دیا)

قادیانی تحریف: (اور کہا تھا کہ) اے پہاڑوں کے رہنے والے تم بھی اور اے پرندوں تم بھی اس کے ساتھ خدا کی تسبیح کرو۔ (تفسیر صغیر ص ۵۶۰،۵۶۱)

تجزیہ: "یجبال" کا ترجمہ یا اہل جبال یعنی اے ''پہاڑوں کے رہنے والو'' کرنا پرلے درجہ کی تحریف اور دجل ہے۔ معجزات کا انکار کرنے کے لئے یہ تحریف کی گئی ہے۔ تاکہ معجزانہ

طور پر پہاڑوں کی حضرت داؤد علیہ السلام سے ہم کلام ہونا تسلیم نہ کرنا پڑے۔

آیت نمبر 51: یعملون لہٗ مایشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب وقدو ر رٰسیٰت (سورہ سبا ۱۳)

درست ترجمہ: وہ جو چاہتے یہ ان کے لئے بناتے یعنی قلعے اور مجسمے اور (بڑے بڑے) لگن جیسے تالاب اور دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں۔

قادیانی تحریف: وہ جو کچھ چاہتا تھا جن (یعنی سرکش قوموں کے سردار) اس کے لئے بناتے تھے یعنی مساجد اور ڈھلے ہوئے مجسمے اور بڑے بڑے لگن جو حوضوں کے برابر ہوتے تھے اور بھاری بھاری دیگیں جو ہر وقت چولہوں پر دھری رہتی تھیں۔ (تفسیر صغیر ص ۵۶۱)

تجزیہ: ''یعملون'' کا فاعل جنات ہیں، نہ کہ سرکش قوموں کے سردار۔ اس سے پچھلی آیت ہی مرزا محمود کی تردید کے لئے کافی ہے ملاحظہ فرمائیں:

''ولسلیمٰن الریح غدوّ ھا شھرو رواحھا شھر واسلنا لہ عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ ومن یزغ منھم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر. (السبا ۱۲)

ترجمہ: اور ہوا کو (ہم نے) سلیمان کا تابع کر دیا تھا۔ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی اور ان کے لئے ہم نے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جنوں میں سے ایسے تھے جو ان کے پروردگار کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اسکو ہم (جہنم کی) آگ کا مزہ چکھائیں گے۔

آیات کے اس سیاق وسباق کے بعد مزید تردید کی ضرورت نہیں رہتی۔

آیت نمبر 52: فلما قضینا علیہ الموت ما دلھم علی موتہ الا دابۃ

الارض تاكل منسأ تهٗ . فلما خر تبينت الجن ان لو كانوا يعلمون الغيب ما لبثوا فی العذاب المهين . (سبا:۱۴)

درست ترجمہ: پھر جب ہم نے ان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے ان کا مرنا معلوم نہ ہوا مگر گھن کے کیڑے سے جو انکے عصا کو کھاتا رہا۔ جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا۔(اور کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے۔

قادیانی تحریف: پھر جب ہم نے اس کے لئے موت کے وارد ہونے کا فیصلہ کیا تو ان (یعنی سرکش قوموں) کو اس کی موت کی صرف ایک زمین کے کیڑے نے خبر دی جو اس کے عصا (حکومت) کو کھا رہا تھا۔ پھر جب وہ گر گیا تو جنوں پر ظاہر ہو گیا کہ اگر ان کو غیب کا علم ہوتا تو وہ ذلت والے عذاب میں پڑے نہ رہتے۔ (تفسیر صغیر ص ۵۶۱،۵۶۲)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں دو تحریفات کی گئی ہیں۔

1. "**ما دلهم**" کی ہم ضمیر کا مرجع سرکش قوموں کی قرار دیا گیا جن کا کہیں ذکر نہیں ہے۔
2. "**دابة الارض**" سے زمین کا کیڑا مراد لیا اور حاشیہ میں لکھا "یعنی ان کا وارث دنیا کا کیڑا تھا"۔ حالانکہ "**دابة الارض**" کا معنی دیمک یا گھن ہے اور یہی درست ہے کہ دیمک نے حضرت سلیمانؑ کے اس عصا کو کھا لیا جس کے سہارے کھڑے تھے جب وہ زمین پر گر پڑے تو جنات کو اپنے علم غیب کی حقیقت معلوم ہوئی۔

آیت نمبر 53: انا سخّرنا الجبال معه يسبحن بالعشی والا شراق .

والطیر محشورة، کلّ له اواب . (ص۱۸،۱۹)

درست ترجمہ: ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیرِ فرمان کر دیا تھا کہ صبح و شام ان کے ساتھ (خدائے) پاک کا ذکر کرتے تھے اور پرندوں کو بھی کہ جمع رہتے تھے۔ سب ان کے فرمانبردار تھے۔

قادیانی تحریف: ہم نے پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کو اس کے تابع کر دیا تھا اور وہ شام اور صبح تسبیح میں لگے رہتے تھے اور بلند پرواز انسانوں کو بھی جمع کر کے اس کے ساتھ لگا دیا تھا اور وہ سب کے سب خدا کی طرف جھکنے والے تھے۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۵۹۸)

تجزیہ: مذکورہ آیت میں دو تحریفیں ہیں۔

1) "**انا سخرنا الجبال**" کا غلط ترجمہ کیا ہے "ہم نے پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کو اس کے تابع کر دیا تھا" حالانکہ درست ترجمہ یہ ہے "ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیر فرمان کر دیا تھا"

2) "**والطیر محشورة**" کا مرزا نے ترجمہ کیا "اور بلند پرواز انسانوں کو بھی جمع کرتے اس کے ساتھ لگا دیا تھا" جبکہ درست ترجمہ ہے "اور پرندوں کو بھی تابع کر دیا جو کہ جمع رہتے تھے" مرزا محمود کی یہ دونوں تحریفات، انکار معجزات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔

آیت نمبر 54: ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیه جسدا ثم اناب

(ص،۳۴)

درست ترجمہ: اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈال دیا پھر انہوں نے (خدا کی طرف رجوع کیا۔

قادیانی ترجمہ: اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور اس کے تخت پر ایک بے جان

جسم کو بٹھانے کا فیصلہ کرلیا (پھر جب یہ نظارہ اس نے کشف میں دیکھا) تو وہ اپنے رب کی طرف جھکا۔

تجزیہ: "بے جان جسم" کی تشریح کرتے ہوئے مرزا نے حاشیہ میں لکھا "بے جان جسم سے مراد یہ ہے کہ ان کا وارث ایک ایسا بیٹا ہوگا جس کے اندر آسمانی روح نہیں ہوگی۔ بلکہ صرف مادی جسم ہوگا"

مرزا نے جسدا کا جو ترجمہ وتشریح تحریر کیا ہے دونوں بے اصل اور محرف ہیں۔

نیز یہ کشفی نظارہ نہ تھا، حقیقی نظارہ تھا۔ البتہ اسکی تعیین مین کئی اقوال ہیں۔

1 حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ شیاطین نے باہم مشورہ کیا کہ اگر یہ زندہ رہا تو اپنے باپ کی مانند ہم پر حکومت کرے گا اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اسے بادلوں میں چھپا کر رکھتے تھے۔ اس اثناء میں کہ وہ اپنے امور سلطنت میں مشغول تھے۔ جنات نے ان کے بیٹے کو مار کر تخت پر ڈال دیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے متعلق اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرنے پر استغفار کیا۔

2 حضرت سلیمان علیہ السلام کی ستر بیویاں تھیں۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا کہ میں آج رات تمام بیویوں سے جماع کروں گا اور ہر ایک سے لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے گا۔ انشاء اللہ نہ کہا۔ اس جماع کے نتیجہ میں صرف ایک بیوی سے لڑکا پیدا ہوا وہ بھی ناقص اور ادھورے جسم والا آپ جس وقت تخت پر تشریف فرماتے وہ آپ کی گود میں ڈال دیا گیا۔

3 حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دفعہ شدید بیمار ہوئے اور انتہائی کمزور ہو گئے اسے "**القینا علی کرسیه جسداً**" سے تعبیر کیا ہے۔ ثم اناب کا مطلب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت دی۔

4﴾ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی سخت دشمن کے خوف میں مبتلا کیا اور اس خوف کی وجہ سے وہ جسمانی طور پر کمزور ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے خوف کو دور کیا اور ان کی طاقت لوٹا دی۔ (تفسیر کبیر جلد ۲۶ صفحہ ۲۰۹،۲۰۸)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ دوسری تاویل کو اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اسے صحیحین کی حدیث کی تائید حاصل ہے۔ (تفسیر مظہری جلد نمبر ۸ ص ۱۷۷)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرزا محمود نے اس آیت کے تحت جو کچھ لکھا ہے وہ خود ساختہ اور تحریف سے پُر ہے۔

آیت نمبر 55: وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث (ص ۴۴)

درست ترجمہ: اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔

قادیانی تحریف: اور (ایوب سے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں ایک کھجور کی گھچھے دار ٹہنی پکڑے اور اس کی مدد سے تیزی کے ساتھ سفر کر (یعنی اس سے مار مار کر سواری کے جانور کو دوڑا) اور حق سے باطل کی طرف مائل نہ ہو۔ (تفسیر صغیر ص ۶۰۱)

تجزیہ: تفسیر فتح البیان جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۱۱۷ اور تفسیر کبیر جلد نمبر ۲۶ صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے کہ حضرت ایوبؑ نے اپنی زوجہ محترمہ سے کسی بات پر ناراض ہو کر قسم کھالی کہ میں اسے سو لکڑیاں ماروں گا، اللہ تعالیٰ نے زوجہ کا چنداں قصور نہ ہونے کی وجہ سے مہربانی فرما کر حیلہ بتایا کہ گھاس کی ایک مٹھی لے کر اسے مارو قسم پوری ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ یہ حیلہ صرف انہی کے ساتھ خاص تھا، عام اجازت نہیں ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں کہیں بھی گھوڑ سواری اور سواری کو مارنے کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا محمود کا تحریر کردہ ترجمہ خود ساختہ اور تحریف پر مبنی ہے۔ **"ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین"**

آیت نمبر 56: وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا (الزخرف ٦١)

درست ترجمہ: اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں (تو کہہ دو کہ لوگو) اس میں شک نہ کرو۔

قادیانی تحریف: اور وہ (یعنی قرآن) آخری گھڑی کا علم بخشتا ہے پس تم ساعت کے متعلق شبہ نہ کرو۔ (تفسیر صغیر ص ٦٥١)

تجزیہ: علامہ عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں ''حضرت مسیحؑ کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کرلیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آلگی ہے۔ (تفسیر عثمانی، ص ٦٥٦ مطبوعہ سعودیہ)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں بعض علماء نے کہا کہ انہ کی ضمیر کا مرجع قرآن مجید یا حضور علیہ السلام ہیں اور یہ دونوں قول ضعیف ہیں:

"وعن الحسن وقتادة وابن جبير أن ضمير (انه) للقرآن لما ان فيه الاعلام بالساعة فجعله عين العلم مبالغة ايضا وضعف بأنه لم يجر للقرآن ذكر هنامع عدم المناسبة ذلک للسياق و قالت فرقة : يعود على النبي ﷺ فقد قال عليه الصلوٰة والسلام بعثت انا والساعة كها تين وفيه من البعد مافيه . (روح المعانی جلد نمبر ٢٥ صفحہ ٩٦)

آیت نمبر 57: وھو بالافق الاعلیٰ (النجم ٧)

درست ترجمہ: اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے۔

قادیانی تحریف: اور ہر بالغ نظر والے کو آسمان کے کناروں پر اس کے ظہور کی علامتیں نظر آرہی ہیں۔ (تفسیر ۱۰۷)

تجزیہ: اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ ''اونچے کنارے'' سے اکثروں نے افق شرقی مرادلیا ہے جدھر سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے نبی کریم ﷺ کو ابتدائی نبوت میں ایک مرتبہ حضرت جبریل اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

(تفسیر عثانی ص ۶۹۸ مطبوعہ سعودیہ)

(تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۲۷ صفحہ ۴۸ اور تفسیر کبیر جلد نمبر ۲۸ صفحہ ۲۸۵ پر یہی مضمون درج ہے) اس تفصیل کے بعد قادیانی تحریف کی مزید تردید کی ضرورت نہیں رہتی۔

آیت نمبر 58: **ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا** (التحریم ۱۲)

درست ترجمہ: اور دوسری عمران کی بیٹی مریم کی (اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی) جنہوں نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

قادیانی تحریف: اور پھر اللہ مؤمنوں کی حالت مریم کی طرح بیان کرتا ہے جو عمران کی بیٹی تھی۔ جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی اور ہم نے اس میں اپنا کلام ڈال دیا تھا۔

(تفسیر صغیر صفحہ ۷۵۸)

تجزیہ: ''**فنفخنا فیه من روحنا**'' کا مرزا محمود نے ترجمہ کیا ''اور ہم نے اس میں اپنا کلام ڈال دیا تھا'' یہ ترجمہ غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے ''ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی'' یعنی بغیر واسطہ کے پیدا کیا۔ (**من روحنا**) **للتشریف والمراد من روح خلقناه**

بلا توسط اصل وقیل لادنی ملا بسة ولیس بذا ک (روح المعانی جلد نمبر ۲۸ صفحہ ۱۶۴)

آیت نمبر 59: عتل بعد ذلک زنیم . (القلم ۱۳)

درست ترجمہ: سخت خواوراس کے علاوہ بدذات ہے۔

قادیانی تحریف: وہ بدلگام بھی ہے اور خدا کا بندہ ہوکر شیطان سے تعلق رکھنے والا بھی۔ (صفحہ نمبر ۷۶۳)

تجزیہ: زنیم کا درست معنیٰ ہے کمینہ، منہ بولا بیٹا، ولدالحرام، بدنام لیکن اس کا معنیٰ جو مرزا محمود نے کیا ہے ''شیطان سے تعلق رکھنے والا'' یہ غلط اور تحریف ہے تفسیر کبیر جلد نمبر ۳۰ صفحہ ۸۵ پر تین قول لکھے ہیں۔

1) ولد الزنا الملحق بالقوم فی النسب ولیس منهم .

2) هو الرجل یعرف بالشر واللؤ م

3) عن ابن عباس قال معنی کو نه زنیماأنه کا نت له زنمة فی عنقه یعرف بها . اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرزا محمود کا تحریر کردہ ترجمہ اس کا خودساختہ ہے۔

آیت نمبر 60: یا یها المدثر . (المدثر،۱)

درست ترجمہ: اے (محمدؐ) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو۔

قادیانی تحریف: اے بارانی کوٹ پہن کر کھڑے ہوجانے والے۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۷۸۲)

تجزیہ: مرزا محمود کا تحریر کردہ معنیٰ اس کا خودساختہ ہے۔ کسی معتبر تفسیر سے ثابت نہیں ہے۔"ها توا برهانکم ان کنتم صادقین "

آیت نمبر 61: فانما ھی رجزة واحدة . فاذا ھم بالساھرة .

(النازعات ۱۳،۱۴)

درست ترجمہ: وہ (یعنی صوراسرافیل) تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی۔اس وقت وہ (سب)میدان (حشر)میں آجمع ہوں گے۔

قادیانی تحریف: (اور یہ بھی یادرکھو کہ) یہ جنگ کی خبرتو صرف ایک ڈانٹ تھی۔چنانچہ (اس ڈانٹ کے بعد)وہ یکدم پھر (جنگ کے)میدان میں آموجود ہوں گے۔

(تفسیر صغیر ص ۸۰۰)

تجزیہ: مرزامحمود نے زجرة واحدة سے بدر کی لڑائی مراد لی ہے جوکہ تحریف ہے۔اس کادرست معنیٰ ہے''ایک ڈانٹ''اوراس سے مراد **نفخه ثانيه** ہے۔

علامہ رازیؒ تحریرفرماتے ہیں:

"والمراد من ھذه الصيحة النفخة الثانية وھی صيحة اسرافيل قال المفسرون يحيهم الله فی بطون الارض فيسمعونها فيقومون ونظير ھذه الآية قوله تعالیٰ وما ينظر ھؤلاء الاصيحة واحدة مالها من فواق .

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۳۱ صفحہ ۳۸)

اس آیت کاسیاق وسباق بھی مرزائی ترجمہ کے باطل ہونے پردلالت کرتا ہے۔

آیت نمبر 62: و فرعون ذی الاوتاد الذی طغوا فی البلاد

(سورہ الفجر ۱۰،۱۱)

درست ترجمہ: اورفرعون کےساتھ (کیاکیا) جوخیمےاورمیخیں رکھتاتھا۔

قادیانی تحریف: اور فرعون کے متعلق بھی تجھے کچھ پتہ ہے جو پہاڑوں کا مالک تھا۔ وہ (پہاڑ) جنہوں نے شہروں میں سخت فساد کر رکھا تھا۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۸۴۴)

تجزیہ: امام رازی تحریر فرماتے ہیں کہ فرعون کو ذوالاوتاد کہنے کی درج ذیل وجوہ ممکن ہیں۔

1) اس کے لشکر بہت زیادہ تھے۔
2) وہ مجرموں کو مارنے کیلئے ان کے ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑتا تھا۔
3) وہ بادشاہت اور بہت سے لوگوں کا مالک تھا۔
4) اس کے سامنے میخوں وغیرہ کے ساتھ کھیل کھیلے جاتے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۳۱ صفحہ ۱۶۹)

یہی اقوال دوسری تفسیروں میں بھی لکھے ہیں، اس لئے مرزا محمود کا اوتاد سے پہاڑ یعنی پہاڑوں جیسے انسان مراد لینا غلط اور تحریف ہے۔

آیت نمبر 63: ترمیهم بحجارة من سجيل . (الفیل ۴)

درست ترجمہ: جو ان پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے۔

قادیانی تحریف: جو ان (کے گوشت) کو سخت قسم کے پتھروں پر مارتے (اور نوچتے) تھے۔ (صفحہ نمبر ۸۴۵)

تجزیہ: مرزا محمود تفسیر کبیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۴۵، ۴۶ پر لکھتا ہے ابرہہ بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو چیچک لاحق ہو گئی تھی جسکی وجہ سے وہ سب مر گئے۔ ''ترمیھم بحجارۃ من سجیل'' کا یہی مطلب یہ ہے کہ چیلیں اور کوے وغیرہ پرندے ان کو لاشوں کو نوچتے تھے اور گوشت کے

ٹکڑے لے کر چٹانوں پر بیٹھ جاتے اور بوٹیوں کو سخت پتھروں پر مارتے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۷۷)

اور یہی محرف ترجمہ اس نے تفسیر صغیر میں لکھ دیا ہے۔ یہ سب تاویلات، تاویلات باطلہ ہیں۔ کتب تفسیر وحدیث سے معتبر طریقہ سے اسکی تائید نہیں مل سکتی۔ یہ بغیر دلیل کے دعوے ہیں۔

"ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین"

تنبیہ:

قادیانی تاویل بعض اہل علم نے بھی لکھی ہے۔ اس تاویل کا مفصل رد، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحوم نے قصص القرآن جلد نمبر ۳ میں لکھا ہے، قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر صغیر کا تنقیدی جائزہ

تحقیق وترتیب

مولانا مشتاق احمد

☆ ایک ایسی کتاب جو کہ سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لکھی گئی

☆ جو کہ مرزا محمود کی تحریفات کو مؤثر جواب ہے

☆ قادیانی دجل وفریب اور دسیسہ کاریوں پر ایک انسائیکلوپیڈیا

☆ ہزاروں صفحات پر مشتمل معتمد علیہ تفاسیر کا نچوڑ

☆ جس کے مطالعہ سے قادیانی راہ ہدایت پا سکتے ہیں

☆ ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کے مطالعہ کے بعد آپ سینہ تان کر قادیانیوں سے گفتگو کر سکتے ہیں

☆ ہوشربا انکشافات، ناقابل تردید حقائق، ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

☆ ایک ایسی کتاب جس کا مدتوں سے انتظار تھا

☆ پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھئے۔